ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیاد

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

۲۹ جون ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اسعد قادری

اچھا اور برا انسان

اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ؟ قَالَ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ فَاَیُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَسَاءَ عَمَلُہٗ۔ (ترمذی عن ابی بکرۃ ابواب الزھد)

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے اچھا انسان کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔ پھر اس نے پوچھا سب سے برا انسان کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس نے عمر لمبی پائی اور برے اعمال میں مبتلا رہا۔

لمبی عمر باعث رشک ہے اگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گزری ہو۔ جو شخص ہر معاملہ میں خدا کی رضا کو پیش نظر رکھتا ہو وہ نیکیوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے اور اس شخص کی بدبختی ہے کہ جس کی طویل زندگی خدا کی نافرمانی اور بغاوت کے دریا میں غرق ہو چکی ہو اور وہ آخرت میں نافرمانی کا بھاری بوجھ اپنی کمر پر لادے جاتے

دنیا سے محبت کرنے کا نقصان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَایَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق عن ابی موسیٰ بحوالہ احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا سے پیار کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے اور جو شخص آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرور بگاڑتا ہے۔ لوگو! دائمی کو عارضی پر ترجیح دو۔

تشریح، دنیا فانی ہے اس جہان رنگ و بو میں پیدا ہونے والا انسان آخر کتنی عمر پاتا ہے۔ آخرت کی زندگی دائمی ہے اس کی نعمتیں لازوال ہیں اور ابدی ہیں۔ وہاں کسی پر موت نہ آئے گی۔

جو لوگ دنیا کی چندروزہ زندگی میں ہر طرح کے مادی فائدے اور عیش و آرام کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں وہ آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور جن کی تگ و دو کا ہدف یہ ہو کہ اللہ کے لئے جینا ہے اور آخرت کی زندگی میں کامیاب ہونا ہے وہ دنیا پرستوں کی طرح خوشحال نہیں ہو سکتے وہ ہر طرح کی تکلیف اور نقصان تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو خدا کے غضب کو دعوت دینے والا ہو۔

آخرت اور دنیا کے متعلق یہ دو طرزِ عمل پائے جاتے ہیں

ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر صرف دنیا کی خوشحالی اور ترقی کے لئے کوشش کی جائے اللہ تعالےٰ کے احکام اور حرام و حلال کی کوئی پروا نہ کی جائے دوسرا یہ کہ آخرت کی زندگی کی فلاح و بہبود کی خاطر

(باقی ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

قرآنی واقعات پر فلم سازی

علماء کا احتجاج جائز ہے

پاکستان ٹی وی سے گذشتہ کچھ دنوں سے "من قصص القرآن الحکیم" کے عنوان سے فلم ٹیلی کاسٹ کی جا رہی ہے جس میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے حالات و واقعات کو فلمایا گیا ہے۔ کراچی کے سرکردہ علماء نے اس پر احتجاج کیا ہے اور علماء کراچی کے ایک وفد نے گذشتہ روز وفاقی سیکرٹری اطلاعات لیفٹیننٹ جنرل مجیب الرحمٰن سے ملاقات کر کے ان سے مطالبہ کیا ہے کہ قرآنی واقعات پر فلم سازی کا یہ سلسلہ ترک کیا جائے لیکن تادمِ تحریر علماء کے اس احتجاج کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آرہا۔ چنانچہ کراچی کے علماء کی طرف سے ۲۲ رمضان المبارک کو جمعۃ المبارک کے روز اس سلسلہ میں "یوم سیاہ" منانے کا اعلان کیا گیا ہے۔

تصویر اور فلم سازی کی حرمت کے بارے میں علمائے امّت کے قرآن و سنّت کے واضح دلائل کی روشنی میں سخت اور دوٹوک مؤقف سے قطع نظر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں فلم سازی کے ضمن میں علماء کرام کے جذبات بالخصوص زیادہ نازک اور حسّاس ہیں کیونکہ علماء کرام کا مؤقف یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مقدس کردار کی اداکاری اور آج کسی شخص کا نبی یا صحابی کے روپ میں سامنے آنا ان نفوس قدسیہ کی توہین اور بے حرمتی ہے اور توہین کے اس افسوسناک عمل کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا فلم پر اعتراض کرنے والے علماء کرام کا یہ کہنا ہے کہ اس فلم میں اسرائیلی روایات کا سہارا لیا گیا ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے تذکرہ کے سلسلہ میں یہ بات بھی قابل قبول نہیں ہے۔

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ

شمارہ ۵۲
جلد ۲۹
ہدیہ -/۲ روپے

قلمی معاون :
• زاہد الراشدی
• نعیم آسی
• سعید الرحمن علوی
• انتظار حسین اسعد

سالانہ -/۸۰ روپے
ششماہی -/۴۵ روپے
سہ ماہی -/۲۵ روپے
غیر ممالک سے
۲۵ ڈالر سالانہ

بدقسمتی سے ہمارے ہاں یورپ کی نقالی اور مغرب کی ذہنی غلامی کا رجحان اس قدر غالب ہے کہ معاشرتی، معاشی اور اخلاقی زندگی میں یورپ کی تقلید کے ساتھ ساتھ اب ایمان و اعتقاد کے معاملات کو یورپ کے معیار پر پرکھا جانے لگا ہے اور مذکورہ بالا فلم کے جواز میں یہ کہا جا رہا ہے کہ آخر تاریخی واقعات کے طور پر اسرائیلی روایات کو قبول کرنے میں کیا حرج ہے؟ اور جب مغربی اقوام اپنی مقدس شخصیات کو فلم بندی کے دائرہ میں لانے سے نہیں ہچکچا رہی رہیں تو مسلمانوں کو اس سے گریز کیوں ہے؟ مگر یہ کہنے والے اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ حضرات انبیاءٗ کرام علیہم السلام کی ذواتِ مقدسہ کے بارے میں یورپی تصورات بائیبل کے بیان کردہ واقعات اور اسرائیلی روایات سے اہل اسلام کا بنیادی اور اعتقادی اختلاف ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے نزدیک ہر نبی معصوم ہے پاکباز ہے، راستباز ہے اور گناہ سے پاک ہے جب کہ بائیبل اور دیگر اسرائیلی روایات پیغمبر کے بارے میں جو تصور پیش کرتی ہیں اس کے مطابق شراب نوشی، زنا، جھوٹ اور فریب جیسے جرائم سے خالی ہونا بھی کسی نبی کی زندگی کے لئے ضروری نہیں ہے

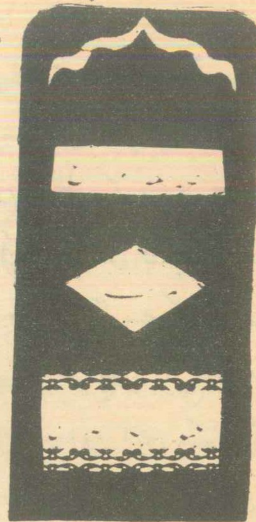
اس صورت حال میں انبیاء کرام علیہم السلام کے تذکرہ میں اسرائیلی روایات کو آخر کیسے بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔ یہی قصہ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم کے مقدس کردار کی اداکاری کا ہے۔ اس معمہ میں بھی ہم یورپ والوں کے معیار کو نہیں اپنا سکتے اور آج کے کسی اداکار کا کسی پیغمبر کے روپ میں سامنے آنا فی الواقع توہین اور بے حرمتی کا ارتکاب ہے جسے اہل اسلام و ایمان برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم اس سلسلہ میں علماء کرام کے احتجاج کو جائز سمجھتے ہوئے اس کی حمایت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قرآنی واقعات پر اس انداز کی فلم سازی کا سلسلہ فوراً ترک کیا جائے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیوں اور حالات و واقعات سے ناظرین کو آگاہ کرنے کے لئے دوسری صورتیں بھی اختیار کی جا سکتی ہیں اور ایک اسلامی ملک کا نشریاتی ادارہ ہونے کی وجہ سے یہ بات پاکستان ٹی وی کے فرائض میں سے ہے اور ہمارے خیال میں اس کی دوسری صورتیں تفریحی پہلو سے خالی ہونے کی وجہ سے زیادہ سنجیدگی اور توجہ کے ساتھ دیکھی اور سنی جائیں گی اور ان کے اثرات بھی یقیناً زیادہ ہوں گے۔

عیدالفطر اور ہم

رمضان المبارک کا مبارک مہینہ اختتام پر ہے اور خوش نصیبوں نے گرمی کی شدّت کے باوجود دن کو روزے رکھ کر اور راتوں کو عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے جھولیاں بھری ہیں۔ اب عیدالفطر کی آمد آمد ہے اور اس بار بھی عیدالفطر ایسے حالات میں ہم پر آ رہی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان باہمی افتراق، ذہنی انتشار اور الجھاؤ کا شکار ہیں۔ ملتِ اسلامیہ کے خلاف عالمی طاقتوں کی سازشیں عروج پر ہیں، بھارت میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے، افغانستان میں روسی جارحیت کا تسلّط اور افغان عوام پر مظالم کا سلسلہ بدستور جاری ہے، ایران اور عراق ایک دوسرے کے خلاف مسلسل برسرپیکار ہیں، فلسطین کے مسلمان در بدر انصاف کی بھیک مانگ رہے ہیں اور دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمان استعماری قوتوں کے شکنجے میں جکڑے کراہ رہے ہیں۔

ان حالات میں عیدالفطر ہم سے تقاضا کر رہی ہے کہ ہم ملتِ اسلامیہ کو حقیقی مسرتوں کی راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کریں اور یہ تبھی ہوگا جب ملتِ

(باقی پر)



"جمعہ" مسلمانوں کے اتحاد اور عظمت کے مظاہر کا دن ہے

ساد اور انتشار پھیلانا مسلمانوں کا نہیں شیطان کے متبعین کا مشغلہ ہے

جمعہ کے روز کثرت سے درود شریف پڑھو اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو

یہ تاریخی المیہ ہے کہ پاکستان میں انتیس سال تک اتوار کو ہفتہ وار تعطیل ہوتی رہی

محترم قارئین! رمضان المبارک کا آخری جمعہ انتیس رمضان کو آ رہا تھا اور آئندہ ایک شمارہ خدام الدین کے دفاتر میں عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شائع نہیں ہونا تھا جمعۃ الوداع کی اہمیت کے پیش نظر حضرت جانشینِ شیخ التفسیر مدظلہ العالی نے اپنی جمعۃ الوداع کو کی جانے والی تقریر ہمیں پہلے لکھوا دی جسے ہم بصد مسرت آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ جمعہ)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز (جمعہ) کے لئے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز و خطبہ) کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو اور خرید و فروخت (اور ایسے ہی دوسرے کام) جو اللہ کی یاد کی طرف چلنے میں رکاوٹ ہوں) چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم (حقیقت کو) جانو۔"

حضرات گرامی! آج کا یہ بابرکت دن ہم پر اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا احسان و انعام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں دنیا و آخرت کی وہ تمام نعمتیں عطا فرمائے جو اس نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لئے مقدر کر رکھی ہیں۔

آج رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہے۔ اللہ کو منظور ہوا زندگی ہوئی تو گیارہ ماہ بعد پھر رمضان المبارک کے جمعہ کی برکات سے مستفید ہوں گے اور جو اس سے پہلے دنیا سے چلے جائیں گے ان کے لئے آج کا دن ان کی زندگی کے آخری رمضان کا آخری جمعہ ہے اور یہ کون جانتا ہے کہ وہ کب تک زندہ رہے گا کل کا آنے والا دن اس کی زندگی میں آئے گا یا اس کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد آئے گا۔ محبوب رب العالمین حضور خاتم الانبیاءؐ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کو تعلیم یہ ہے کہ غربت و افلاس سے پہلے تونگری

اور خوشحالی کو، بیماری سے پہلے صحت و تندرستی کو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھو۔ رزق کی کشادگی، صحت اور زندگی اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں کو اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے، دین پر عمل کرنے، کمزوروں، محتاجوں کی خدمت کرنے، دین حق کی اشاعت و تبلیغ، بے دینی اور شرک و بدعات کے انسداد اور کفر کے خلاف جہاد کے لئے استعمال کرو، اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو اللہ کے دین اللہ کے نبیؐ کی سنّت کی خلاف ورزی اور صرف اپنی عیاشی کے لے صرف کرتے رہے تو کل قیامت کے روز دین کے دشمنوں اور باغیوں کی صف میں کھڑے کر دیئے جاؤ گے حضورؐ کی شفاعت نصیب نہیں ہو گی۔ جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے اولاد، رشتہ دار جن کے لئے انسان بے ایمانیاں کرتا ہے، رشوتیں بٹورتا ہے یا عیاشیوں اور بداعمالیوں کے شریک کار دوست نہیں بچا سکیں گے

آج جمعہ کا دن اور رمضان کا مہینہ ہے۔ جمعۃ الوداع ہے یہ رحمتوں کا مجمع البحرین ہے جو شخص آج بھی اپنی بخشش کی فکر نہیں کرتا جس نے آج بھی بلا وجہ روزہ نہیں رکھا اور اللہ کی بارگاہ میں سر جھکانے کی جسے آج بھی توفیق نہیں ہوئی اس کی بدنصیبی کی کوئی انتہا نہیں۔ صاف اور شیشے کی طرح چمکتے ہوئے پاک اور ٹھنڈے میٹھے پانی کے اُبلتے چشمے کے قریب سے پیاس کی شدّت سے بلکتا ہؤا کوئی شخص بغیر پانی پیے گذر جائے اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ راستے میں آگے پانی کا ملنا یقینی نہیں ہے تو اسے بے وقوف اور احمق ہی کہا جائیگا اگر آئندہ پانی ملنے سے پہلے پیاس نے اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز کر دیا تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے خود موت کو دعوت دی ہے۔

آج جمعۃ الوداع کا دن بھی ایمان والوں کے لئے آب حیات کا درجہ رکھتا ہے۔ رمضان اپنی جگہ اور جمعہ کا دن اپنے طور پر بندگان اطاعت شعار کے لئے ذات ارحم الراحمین کی بخششوں اور عنایات و نوازشات کی نوید لے کر آتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے صحیح مسلم میں روایت نقل کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا "جمعہ کی نماز جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان کے روزے ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ انسان کبائر سے بچا رہے۔

جمعہ کا دن مسلمانوں کے اتحاد اور عظمت کے مظاہرے کا دن ہے یہ دلوں کی کدورتیں اور باہمی نفرتیں مٹا دینے کا دن ہے۔ جمعہ مسلمانوں کو جمع ہونے اور باطل کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانے کا حکم دیتا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کے تمام دھندوں کو چھوڑ کر اکٹھے ہو کر اللہ کی یاد اور اس کے نبیؐ کی سنت مطہرہ کے اتباع میں خدا کے حضور صف بستہ ہو کر اس شان سے کھڑے ہو جاؤ کہ رحمت کے فرشتے تمہارے لئے مغفرت اور بخشش کا پیغام لے کر آسمان سے اتر آئیں۔ تم بھی باہم ایک دوسرے کے لئے خیر اندیش اور نفع رساں بن جاؤ۔ فتنہ و فساد انتشار و اختلاف سے بچو، فساد مچانا اور افتراق پیدا کرنا مومنوں کا نہیں شیطان کے متبعین کا مشغلہ ہے۔

بخاری شریف میں حضرت سلمان فارسیؓ سے طبرانی اور امام احمدؒ نے حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث نبوی نقل کی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کہ جمعہ کے دن جو شخص غسل کرتا ہے، سر میں تیل ڈالتا ہے، خوشبو لگاتا ہے اچھی طرح طہارت و پاکیزگی حاصل کر کے نماز کے لئے جاتا ہے جتنی نماز اللہ نے مقرر (اور فرض) کی ہے ادا کرتا ہے خطبہ کے وقت خاموش (اور متوجہ) رہتا ہے (کسی سے کوئی بات نہیں کرتا) مسلمانوں میں تفریق (اور انتشار) نہیں ڈالتا تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

ایسی ہی ایک روایت ابوداؤد میں حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص خود نہایا اور نہلایا (یعنی اس کے گھریلو معاملات بھی درست ہیں اور میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق بخوشی ادا کرتے ہیں) پھر جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جلدی آیا، پیدل چلا، امام کے پاس بیٹھا (خاموشی سے) خطبہ سُنا اور اس نے کوئی بے ہودہ یا لغو کام نہیں کیا ایسے شخص کے لئے اس کے ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرات گرامی! آج کے دن کا یہ اجر و ثواب اور انعام و اکرام اللہ کے ان نیک بندوں کا حق ہے جو غفلت اور لاپرواہی ترک کر کے فکر و ہوش کے ساتھ شریعت کا اتباع اور حضور اکرمؐ کی سنت و ارشادات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے نزدیک روزہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا اللہ کی فرض کردہ پانچ نمازوں کو پڑھنا ادا کرنا جن کے نزدیک ضروری نہیں۔ قرآن پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے افسانے اور مخرب اخلاق ناول پڑھنے میں ان کا دل لگتا ہے لچر اور بے ہودہ فلمیں دیکھنے دیکھانے پر روپیہ پیسہ صرف کر کے خوش ہوتے ہیں اپنے اور پرائے کی عزت آبرو جن کے ہاتھوں محفوظ نہ ہو، جو حلال و حرام میں تمیز نہ کرتے ہوں، دین اور انصاف کی بات کہی جائے تو ان کی پیشانی شکن آلود ہو جاتی ہو، کمزور اور مظلوم لوگ جن کے جبر اور قہر کے سامنے دم نہ مار سکتے ہوں، اور جمعہ کے دن جمعہ کی اذان سُن کر بھی اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے آمادہ نہ ہوتے ہوں یہ نام نہاد مسلمان اسلام کے نام پر بدنما دھبّا ہیں وہ خدائے جبار و قہار کے غصے اور غضب کا شکار ہو جائیں گے دین کو ماننے والوں اور حضورؐ کی سنت کی تابعداری کرنے والوں کی صف میں انہیں جگہ نہ مل سکے گی کیونکہ آج انہوں نے اپنے آپ کو خود اللہ کو یاد کرنے والے آخرت کے فکر مند مسلمانوں کی صفوں سے علیحدہ کر رکھا ہے۔

یہ میری یا آپ کی بات نہیں اور نہ ہی یہ کسی حکومت کا قانون یا مارشل لاء کا ضابطہ ہے یہ قرآن کی آیت اور اللہ کا حکم ہے کہ،

جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان کہہ دی جائے تو اپنے تمام مشاغل حتیٰ کہ خرید و فروخت ہر کام چھوڑ دے۔

یہ مشورہ یا درخواست نہیں ہے خدائی آرڈیننس ہے اس کی خلاف ورزی جرم ہے جس نبی مکرم و معظمؐ کا ہم کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رّسول اللّٰہ پڑھتے ہیں اسی کی سچی اور مطہر زبان نے سورۂ جمعہ کی یہ آیت پڑھ کر سُنائی تھی وہ مسلمان کیسا مسلمان ہے جو کلمہ تو پڑھتا ہے مگر اس آیت پر عمل کرتے ہوئے جمعہ کی اذان کے بعد اپنا کاروبار روکنے اور بند کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ان سے اللہ کے نبی کس قدر ناراض ہیں اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایئے جس میں آپؐ نے فرمایا:۔

جو لوگ اذان سننے کے باوجود نماز کے لئے نہیں آتے اگر مجھے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہو تو میرا جی چاہتا ہے جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

بتایئے جس شخص کے گھر کو نبی کریمؐ آگ لگا دینا چاہتے ہوں وہ جہنّم کی آگ سے کیسے بچے گا۔ یہ کتنا بڑا تاریخی المیہ ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر خون کا دریا عبور کر کے مسلمانوں نے بنایا اس میں اٹھائیس انتیس سال تک انگریز کی اتباع میں جمعہ کی بجائے اتوار کے روز ہفتہ وار چھٹی ہوتی رہی۔

بزرگانِ محترم! جمعہ کا دن ہمارے لئے یوم عید اور دین کی تکمیل کا دن ہے قرآن پاک کے پورا ہونے اور دین کے مکمل ہونے کی آیت

اور خوشحالی کو، بیماری سے پہلے صحت و تندرستی کو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھو۔ رزق کی کشادگی، صحت اور زندگی اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے، دین پر عمل کرنے، کمزوروں، محتاجوں کی خدمت کرنے، دین حق کی اشاعت و تبلیغ، بے دینی اور شرک و بدعات کے انسداد اور کفر کے خلاف جہاد کے لئے استعمال کرو، اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو اللہ کے دین اللہ کے نبیؐ کی سنّت کی خلاف ورزی اور صرف اپنی عیاشی کے لے صرف کرتے رہے تو کل قیامت کے روز دین کے دشمنوں اور باغیوں کی صف میں کھڑے کر دئے جاؤگے حضورؐ کی شفاعت نصیب نہیں ہو گی۔ جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے اولاد، رشتہ دار جن کے لئے انسان بے ایمانیاں کرتا ہے، رشوتیں بٹورتا ہے یا عیاشیوں اور بداعمالیوں کے شریک کار دوست نہیں بچا سکیں گے

آج جمعہ کا دن اور رمضان کا مہینہ ہے۔ جمعۃ الوداع ہے یہ رحمتوں کا مجمع البحرین ہے جو شخص آج بھی اپنی بخشش کی فکر نہیں کرتا جس نے آج بھی بلا وجہ روزہ نہیں رکھا اور اللہ کی بارگاہ میں سر جھکانے کی جسے آج بھی توفیق نہیں ہوئی اس کی بدنصیبی کی کوئی انتہا نہیں۔ صاف اور شیشے کی طرح چمکتے ہوئے پاک اور ٹھنڈے میٹھے پانی کے اُبلتے چشمے کے قریب سے پیاس کی شدّت سے بلکتا ہوا کوئی شخص بغیر پانی پیئے گذر جائے اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ راستے میں آگے پانی کا ملنا یقینی نہیں ہے تو اسے بے وقوف اور احمق ہی کہا جائیگا اگر آئندہ پانی ملنے سے پہلے پیاس نے اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز کر دیا تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے خود موت کو دعوت دی ہے۔

آج جمعۃ الوداع کا دن بھی ایمان والوں کے لئے آب حیات کا درجہ رکھتا ہے۔ رمضان اپنی جگہ اور جمعہ کا دن اپنے طور پر بندگان اطاعت شعار کے لئے ذات ارحم الراحمین کی بخششوں اور عنایات و نوازشات کی نوید لے کر آتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح مسلم میں روایت نقل کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا "جمعہ کی نماز جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان کے روزے ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ انسان کبائر سے بچا رہے۔

جمعہ کا دن مسلمانوں کے اتحاد اور عظمت کے مظاہرے کا دن ہے یہ دلوں کی کدورتیں اور باہمی نفرتیں مٹا دینے کا دن ہے۔ جمعہ مسلمانوں کو جمع ہونے اور باطل کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانے کا حکم دیتا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کے تمام دھندوں کو چھوڑ کر اکٹھے ہو کر اللہ کی یاد اور اس کے نبیؐ کی سنت مطہرہ کے اتباع میں خدا کے حضور صف بستہ ہو کر اس شان سے کھڑے ہو جاؤ کہ رحمت کے فرشتے تمہارے لئے مغفرت اور بخشش کا پیغام لے کر آسمان سے اتر آئیں۔ تم بھی باہم ایک دوسرے کے لئے خیر اندیش اور نفع رساں بن جاؤ۔ فتنہ و فساد انتشار و اختلاف سے بچو، فساد مچانا اور افتراق پیدا کرنا مومنوں کا نہیں شیطان کے متبعین کا مشغلہ ہے۔

بخاری شریف میں حضرت سلمان فارسیؓ سے طبرانی اور امام احمدؒ نے حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث نبوی نقل کی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کہ جمعہ کے دن جو شخص غسل کرتا ہے، سر میں تیل ڈالتا ہے، خوشبو لگاتا ہے اچھی طرح طہارت و پاکیزگی حاصل کر کے نماز کے لئے جاتا ہے جتنی نماز اللہ نے مقرر (اور فرض) کی ہے ادا کرتا ہے خطبہ کے وقت خاموش (اور متوجہ) رہتا ہے (کسی سے کوئی بات نہیں کرتا) مسلمانوں میں تفریق (اور انتشار) نہیں ڈالتا تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

ایسی ہی ایک روایت ابوداؤد میں حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص خود نہایا اور نہلایا (یعنی اس کے گھریلو معاملات بھی درست ہیں اور میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق بخوشی ادا کرتے ہیں) پھر جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جلدی آیا، پیدل چلا، امام کے پاس بیٹھا (خاموشی سے) خطبہ سُنا اور اس نے کوئی بے ہودہ یا لغو کام نہیں کیا ایسے شخص کے لئے اس کے ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرات گرامی! آج کے دن کا یہ اجر و ثواب اور انعام و اکرام اللہ کے ان نیک بندوں کا حق ہے جو غفلت اور لاپرواہی ترک کر کے فکر و ہوش کے ساتھ شریعت کا اتباع اور حضور اکرمؐ کی سنت و ارشادات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے نزدیک روزہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا اللہ کی فرض کردہ پانچ نمازوں کو پڑھنا ادا کرنا جن کے نزدیک ضروری نہیں۔ قرآن پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے افسانے اور مخرب اخلاق ناول پڑھنے میں ان کا دل لگتا ہے لچر اور بے ہودہ فلمیں دیکھنے دیکھانے پر روپیہ پیسہ صرف کر کے خوش ہوتے ہیں اپنے اور پرائے کی عزت آبرو جن کے ہاتھوں محفوظ نہ ہو، جو حلال و حرام میں تمیز نہ کرتے ہوں، دین اور انصاف کی بات کہی جائے تو ان کی پیشانی شکن آلود ہو جاتی ہو، کمزور اور مظلوم لوگ جن کے جبر اور قہر کے سامنے دم نہ مار سکتے ہوں، اور جمعہ کے دن جمعہ کی اذان سُن کر بھی اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے آمادہ نہ ہوتے ہوں یہ نام نہاد مسلمان اسلام کے نام پر بدنما دھبّا ہیں وہ خدائے جبار و قہار کے غصے اور غضب کا شکار ہو جائیں گے دین کو ماننے والوں اور حضورؐ کی سنت کی تابعداری کرنے والوں کی صف میں انہیں جگہ نہ مل سکے گی کیونکہ آج انہوں نے اپنے آپ کو خود اللہ کو یاد کرنے والے آخرت کے فکرمند مسلمانوں کی صفوں سے علیحدہ کر رکھا ہے۔

یہ میری یا آپ کی بات نہیں اور نہ ہی یہ کسی حکومت کا قانون یا مارشل لاء کا ضابطہ ہے یہ قرآن کی آیت اور اللہ کا حکم ہے کہ،

جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان کہہ دی جائے تو اپنے تمام مشاغل حتیٰ کہ خرید و فروخت ہر کام چھوڑ دے۔

یہ مشورہ یا درخواست نہیں ہے خدائی آرڈیننس ہے اس کی خلاف ورزی جرم ہے جس نبی مکرم و معظمؐ کا ہم کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اسی کی سچی اور مطہر زبان نے سورۂ جمعہ کی یہ آیت پڑھ کر سُنائی تھی وہ مسلمان کیسا مسلمان ہے جو کلمہ تو پڑھتا ہے مگر اس آیت پر عمل کرتے ہوئے جمعہ کی اذان کے بعد اپنا کاروبار روکنے اور بند کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ان سے اللہ کے نبی کس قدر ناراض ہیں اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایئے جس میں آپؐ نے فرمایا:-

جو لوگ اذان سننے کے باوجود نماز کے لئے نہیں آتے اگر مجھے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہو تو میرا جی چاہتا ہے جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

بتایئے جس شخص کے گھر کو نبی کریمؐ آگ لگا دینا چاہتے ہوں وہ جہنّم کی آگ سے کیسے بچے گا۔ یہ کتنا بڑا تاریخی المیہ ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر خون کا دریا عبور کر کے مسلمانوں نے بنایا اس میں اٹھائیس انتیس سال تک انگریز کی اتباع میں جمعہ کی بجائے اتوار کے روز ہفتہ وار چھٹی ہوتی رہی۔

بزرگانِ محترم! جمعہ کا دن ہمارے لئے یوم عید اور دین کی تکمیل کا دن ہے قرآن پاک کے پورا ہونے اور دین کے مکمل ہونے کی آیت

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا جمعہ کے دن ہی نازل ہوئی تھی۔ امیرالمومنین سیدنا فاروق اعظمؓ سے ایک یہودی نے کہا اگرایسی آیت ہمارے دین کے بارے میں نازل ہو جاتی تو اس روز ہم عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم سال بعد عید مناتے ہم ہر ہفتہ مناتے ہیں۔ جیسے حضرت خاتم الانبیاءؐ کو تمام نبیوں پر، آپ کی امت کو تمام امتوں پر، رمضان کو تمام مہینوں پر، قرآن پاک کو تمام کتابوں پر اور لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ اسی طرح جمعہ کے دن کو تمام دِنوں پر افضلیت عطا کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی نے ہمیں جمعہ کا دن دے کر تمام پچھلی امتوں پر فضیلت عطا فرما دی ہے یہودلوں کو عبادت کے لئے ہفتہ کا دن دیا اور عیسائیوں کو اتوار کا یہ لوگ قیامت تک ہم سے پیچھے رہیں گے ہم دنیا میں سب کے بعد آئے ہیں اور قیامت میں ہماری مغفرت سب سے پہلے ہوگی۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ مسلمانوں میں نماز کا نام نہیں۔ دین کی کسی بات کا دھیان نہیں جو ہیں وہ رسم و رواج اور خرافات و بدعات ہیں اور گھمنڈ یہ ہے کہ جنت میں پہلے ہم جائیں گے یہ جہالت کا کرشمہ اور نفس کا فریب ہے ہمیں سنت اور بدعت میں تمیز کرنی چاہیئے۔ توحید اور شرک دو الگ الگ عقیدے ہیں، سیاہ اور سفید دو مختلف رنگ ہیں، نیکی اور گناہ ایک چیز نہیں ایسے ہی فرمانبردار اور نافرمان ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے قیامت کے روز دین کے باغیوں اور دین پر عمل کرنے والے نیک صالح لوگوں سے ایک ہی جیسا سلوک نہیں ہوگا۔ سب لوگوں کو جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا اور نہ ہی سب کو جنت میں جانے دیا جائے گا۔ قیامت کا دن بھی جمعہ کا دن ہوگا جب حکم ہوگا:

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ

اے مجرموں! آج الگ ہو جاؤ۔

یعنی دھوکہ فریب اور دھونس سے آج کے دن مجرم اور دین کے باغی اپنے آپ کو دنیا کی طرح معزز و ممتاز ثابت کر کے اجر و ثواب اور نجات پر قبضہ نہیں جما سکتے اور خدائے علیم و خبیر کی گرفت سے نہیں بچ سکتے اگر بچنا چاہتے ہو تو قیامت کے یوم الجمعۃ کو حسرت و شرمندگی اٹھانے کی بجائے آج رمضان کے یوم الجمعہ آخری جمعہ، ممکن ہے یہی زندگی کا آخری جمعہ ہو، آج ہی غفلت اور لاپرواہی چھوڑ کر معصیتوں اور گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کے حضور عہد کرو کہ ہم دنیا پرستوں کو چھوڑ کر خدا پرستوں کی رفاقت اختیار کریں گے۔ دین کے ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے محب وطن پاکستانی اور مجاہد مسلمان بن کر زندگی گزاریں گے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سنت کے مقابلہ میں بدعات و رسومات کو نہیں گے۔

آخر میں جمعہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن ان کا انتقال ہوا، اسی دن نفخہ صور ہوگا۔ تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ کسی نے عرض کیا آپ تو مٹی ہو جائیں گے یعنی وفات کے بعد آپ کا جسم خاک میں مل جائے گا پھر درود کیونکر پیش ہو سکے گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالٰی نے انبیاءؑ کے اجسام کو زمین پر حرام کر دیا ہے (یعنی انبیاءؑ کے جسموں کو مٹی نہیں کھائے گی قیامت تک ان کے وجود جیسے ہیں ویسے ہی رہیں گے) آج جمعہ بھی ہے رمضان بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہ کثرت درود شریف پڑھیے۔ اپنے لئے پاکستان کے لئے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے دعا کیجئے اللہ تعالٰی ہمیں سچا اور پکا مسلمان بننے کی توفیق دے اور کل دنیا کے مسلمانوں کو کامیابیاں اور سرفرازیاں عطا فرمائے

به سلسلہ اصلاح معاشرہ | قسط ۵ | محمد سمیع اللہ صاحب، اسلام آباد

نفاذِ اسلام اور اصلاحِ معاشرہ کے بنیادی تقاضوں کے بارے میں چند تجاویز

ذرائع ابلاغ

ریڈیو اور ٹی۔ وی کا مکمل کنٹرول علمائے کرام پر مشتمل ایک بورڈ کے سپرد کیا جائے

جدید مغربی تہذیب جنسی تسکین کے لئے تفریح کے مختلف ذرائع جو پیش کرتی ہے وہ ایک اسلامی معاشرے میں کسی بھی انداز میں برداشت نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے برعکس موجودہ دور میں اختلاط مرد و زن کی وبا اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے ملک کے تمام ذرائع ابلاغ مغرب زدہ حکام کی سرپرستی میں پورے معاشرے کو جبراً مخلوط اور شرم و حیا سے عاری بنانے پر تلے بیٹھے ہیں۔ مغربی ماحول کی پروردہ چند خواتین، بعض لادین حکام کی سرپرستی میں قوانین اسلام کے خلاف کھلی بغاوت پر اتری ہوئی ہیں۔ ان کا بغیر حجاب کے بناؤ سنگھار کے ساتھ نکلنا اور رقص و سرود کی حمایت میں قرار دادیں منظور کروانا ایک شرمناک فعل ہے۔

اخلاق کی تباہی کا دوسرا نام مخلوط تعلیم ہے۔" ویمن ڈویژن، اپواء، ویمن ایکشن فرنٹ اور دیگر ایسی انجمنوں کے تحت یہ سکیم پروان چڑھ رہی ہے کہ معاشرے میں کسی سطح کی کوئی مجلس بھی ایسی نہ ہو جو مخلوط معاشرے کے تصور سے خالی ہو۔ مندرجہ بالا طرزِ فکر کے تحت جو طرز معاشرت آج رواج پذیر ہے، اس میں لہو تفریحات کشش کا باعث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوششوں کے باوجود معاشرہ دن بدن بگڑتا جا رہا ہے۔ غریب اور متوسط طبقہ مہنگائی کے ہاتھوں پس کر رہ گیا ہے۔ نئی نسل فحش لٹریچر، فحش فلموں اور عریاں تصاویر کی لپیٹ میں آ کر تباہ ہو رہی ہے۔ اخبارات اور رسائل اشتہارات، رنگین تصاویر اور دیگر قصے کہانیوں سے مسلمانوں میں فحش کاری اور عریانی کو فروغ دے رہے ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی پر موسیقی، گانے، رقص اور فلمیں وغیرہ جو کہ فواحش و منکرات کے زمرے میں آتے ہیں، ان کو حکومتی سرپرستی حاصل ہے حالانکہ اسلام میں تو عورت کی آواز پر بھی پردہ ہے اور شریعت ہر اس کارکردگی کی مخالف ہے جو منفی جذبات کو ابھارتی ہے اور طبیعت میں جنسی ہیجان پیدا کرتی ہے۔ مثلاً مرد و زن کا اختلاط، فلمی گانے، خواتین کا بناؤ سنگھار اور ایکٹنگ وغیرہ۔ اگرچہ آجکل اس کا نام "آرٹ" رکھ دیا گیا ہے مگر قرآن مجید کی آیت" لا تقربوا الزنا" کے تحت یہ بے حیائی اور بدکاری کا ایک زینہ ہے۔ آج ریڈیو، ٹی وی اور وی سی آر میں جو کچھ دیکھا سنا جا رہا ہے وہ سب فحاشی، بے حیائی اور منشیات کو علی الاعلان پھیلانے کا باعث ہے۔

قرآن مجید کے بہ معنی مطالعہ اور تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ گذشتہ زمانوں میں کتنی اقوام انہیں حرکتوں، فحاشی اور بداعمالی کے سبب

تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت فلم بینی ایک گناہ سمجھتے ہوئے لوگ چھپ کر سینما جایا کرتے تھے۔ افسوس آج تقریباً ہر گھر میں ماں باپ اپنی بیٹی اور بیٹوں کے ساتھ فلم، ڈرامے اور موسیقی کے پروگرام ایک جائز تفریح سمجھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ جن طوائفوں کے نام کا گزر بھی گھروں میں نہیں ہوتا تھا آج وہ فلموں اور ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ بڑے وقار اور اعزاز کے ساتھ ہر گھر میں نظر آتی ہیں۔ حالانکہ غیر محرم عورت کو دید و دانستہ دیکھنا گناہ ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آنکھ کا زنا قرار دیا ہے۔

آج شعائر اسلامی پامال ہو رہے ہیں، منشیات کی لعنت عام ہے۔ ان لغویات کا نتیجہ ہے کہ نوجوانوں میں بے راہ روی اور بے حیائی، خاندانوں میں بدمزگی، آپس میں دشمنی نا اتفاقی، زن و شوہر میں تنازعات اور ماں باپ بزرگوں کی گستاخیاں ہر سو نظر آتی ہیں۔

لہٰذا ہر ذی عقل یہ محسوس کرتا ہے کہ اقدامات نفاذ اسلام اس وقت تک مفید اور کار آمد نہیں ہو سکتے جب تک بلا تاخیر ریڈیو اور ٹیلی وژن کو اسلامی اقدار کے مطابق نہ ڈھالا جائے اور مکمل طور پر اس کا قبلہ درست نہ کر دیا جائے۔ جس کے لئے ازحد ضروری ہے کہ ریڈیو اور ٹی وی کا مکمل کنٹرول علمائے حق پر مشتمل ایک بورڈ کے سپرد کر جائے یا کم از کم ان اداروں کے کلیدی مناسب پر ایسے افسران مقرر کئے جائیں جو اسلامی فکر اور اسلامی کردار کے حامل ہوں اس ناگزیر تبدیلی کے بغیر اصلاح معاشرہ کی ہر کوشش امت کی نظر میں بے سود ہوگی۔

حرف آخر

نفاذ اسلام کے لئے دس دن کے لئے اقتدار کی ضرورت نہیں، علمائے کرام سے التماس

اسلام آباد میں علماء کنونشن کے آخری روز (۵ جنوری ۱۹۸۴ء) اخباری اطلاعات کے مطابق صدر مملکت نے چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کو نفاذ اسلام کے لئے اپنی سفارشات پر عمل کر کے دکھانے کے لئے دس روز تک حکومت سنبھالنے کی جو پیشکش کی ہے، اس پر اسلامی حلقوں کو نہایت سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس پیشکش کا اطلاق سارے علمائے حق پر ہوتا ہے مزید برآں اس سے دو پہلو نکلتے ہیں کہ مکمل نفاذ اسلام اس زمانہ میں ناقابل عمل ہے۔ دوم یہ کہ نفاذ اسلام کے لئے ایک بہت عرصہ درکار ہے۔

ہماری رائے میں تو نفاذ اسلام کے لئے دس دن کی بجائے صرف ایک دن کا بھی اقتدار اس شرط پر حاصل ہو کہ اس دن میں جو کام (یعنی جن قوانین کا اجراء) کیا جائے گا اسے بعد میں یعنی اگلے روز کالعدم قرار نہیں دیا جائے۔ تو اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کافی ہے۔ نفاذ اسلام کا سب سے پہلا تقاضا (جس کی طرف ماضی میں غفلت برتی گئی ہے) یہ ہے کہ رائج الوقت جو قوانین قرآن وسنت کے منافی ہیں، انہیں فی الفور کالعدم قرار دے کر آئندہ تمام فیصلے قرآن وسنت کے احکام کے مطابق کئے جائیں اور تمام کلیدی مناصب پر ایسے حکام مقرر کئے جائیں جو اسلامی فکر اور اسلامی کردار کے حامل ہوں۔

اگر صدر صاحب کے ارشاد کے مطابق شریعت کا نفاذ تدریجی عمل سے بھی کرنا ہے (جس کا شرعی جواز نہیں ہے) تو سب سے پہلے کم از کم قبلہ تو درست کرنے کے لئے مندرجہ بالا بنیادی قدم اٹھانا ہوگا۔ ہمارے ملک میں بلند بانگ دعویٰ کے باوجود ابھی تک اسلام کو بطور قانون اور طرز معاشرت کے بالادستی حاصل نہیں ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ المائدہ کی آیات نمبر ۴۴، ۴۵ اور ۴۶ میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں۔ اس سے

بڑھ کر اور کیا وعید ہو سکتی ہے۔

ان حالات میں اشد ضروری ہے کہ علمائے کرام کی طرف سے صحیح صورت حال جناب صدر پر واضح کی جائے کہ نفاذ اسلام کے لئے اگر انہوں نے جرأت سے کام نہ لیا اور موجودہ روش پر قائم رہے تو اس پالیسی کے تحت سات سال کیا (جو بیت گئے ہیں) ستر (۷۰) سال میں بھی اس ملک میں نظام اسلام نہیں آ سکے گا۔ انگریزی زبان کا ایک مقولہ (Where there is a will there is a way) یعنی اگر دل میں چاہت ہے تو اس کے حصول کا راستہ نکل آتا ہے۔ اور جو شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لئے صدق دل سے کوشش کرے گا، رب العزت اس کی راہ کی تمام مشکلات کو دور کر دے گا۔ شرط صرف اخلاص کی ہے۔

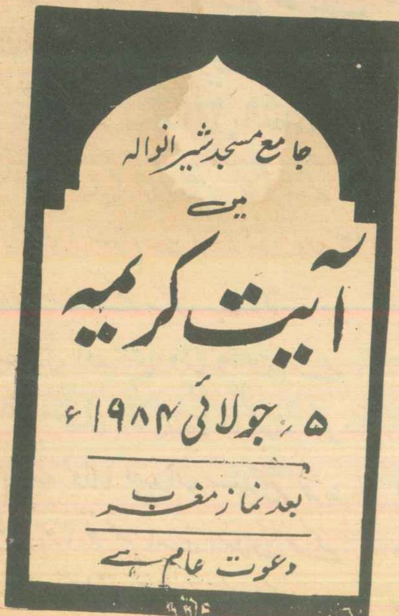
پاکستان میں نفاذ اسلام کے بارے میں سست رفتاری پر اسلامی حلقوں کو بہت تشویش ہے اور وہ وقتاً فوقتاً نہایت سنجیدگی سے اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ جواباً حکومت کے حکام آخری بیانات کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ آخر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نفاذ اسلام میں بیس سال سے زیادہ لگایا تھا۔ جب کہ ہمیں اب اقتدار سنبھالے ابھی سات سال ہی ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے کلمات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لئے صدر مملکت یا وزراء کو ایسے الفاظ کہنے زیب نہیں دیتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بیس سال سے زائد کا عرصہ قرآن پاک کے نزول کا تھا۔ علاوہ ازیں جونہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی حضورؐ کو احکام موصول ہوئے ان پر فوراً عمل ہوا اور اس میں کسی تدریجی عمل کو دخل نہیں تھا۔

پاکستان میں تدریجی عمل سے نفاذ اسلام کی جو کوششیں ہو رہی ہیں، وہ ہماری نظر میں اس لئے کامیاب نہیں ہو سکتیں کہ خیر ایک قدم آگے بڑھانا اور شر ایک ہزار قدم آگے بڑھ کر اس کے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کی مثال کچھ اس طرح کی ہے کہ سیلاب آ رہا ہو اور ہم بجائے ہنگامی بنیادوں پر بند تعمیر کرنے کے تدریجی عمل سے تھوڑی تھوڑی مٹی پھینکتے رہیں۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہ ہوگا کہ وہ مٹی بھی سیلاب کے پانی میں گھل مل کر بے کار ہو جائے گی۔ لہٰذا سوڈان کی حالیہ مثال کو سامنے رکھتے ہوئے نفاذ اسلام کا کام ٹھوس بنیادوں پر یکسوئی کے ساتھ کرنا حالات کا ناگزیر تقاضا ہے۔

ماضی میں جب بھی علمائے کرام متحد ہوئے، انہوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا جیسا کہ تحریک ختم نبوت وغیرہ۔ اب بھی انہیں نفاذ شریعت کے لئے اپنے فروعی اختلافات کو بھلا کر متحد ہونا چاہیئے تا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ کی تکمیل ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں "ادخلوا فی السلم کافۃ" کا حکم فرمایا ہے۔ (یعنی اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ)۔ ارشاد ربانی ہے کہ ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار (یعنی منافق لوگ جہنم کے آخری گڑھے میں ہوں گے)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قول اور فعل کے تضاد سے محفوظ رکھیں کہ یہ منافقت ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہے اور پاکستان کو صحیح اسلامی مملکت بننے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جس کو سر کرنے کے لئے علمائے کرام کو میدان عمل میں آنا چاہیئے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوں گے۔

وما علینا الا البلاغ۔



باتیں حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے روحانی فرزندوں کی

ہندوستان کے مشہور عالم مولانا سعید احمد اکبر آبادی ڈائریکٹر شیخ الہند اکادمی دیوبند کی آمد کے موقعہ پر شاہ ولی اللہ سوسائٹی کی خصوصی نشست میں مولانا اور ان کے رفیقِ سفر مولانا معراج الحق صدر مدرسین دار العلوم دیوبند کے خطاب کی رپورٹ جسے ہمارے محترم حکیم آزاد شیرازی صاحب نے ٹیپ سے مرتب کیا ـــــ اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور نے کی۔ (ادارہ)

علماء کی موجودگی میں مولانا سندھیؒ نے ہر جمعہ کو نمازِ جمعہ کے بعد ادارہ شرقیہ کی عمارت میں حجۃ البالغہ کا درس دینے کا منصوبہ بنایا۔

جیسا کہ میرے عزیز میاں اسلم صاحب (پروفیسر محمد اسلم صاحب صدر شعبہ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے کہا ہے کہ اگر ہم نے حضرت شاہ صاحب کو نہ دیکھا ہوتا تو ہم اپنے بزرگوں کے مافوق الفطرت کارناموں پر ہرگز یقین نہ کرتے۔ مجاہدین اسلام نے جو تکالیف و مصائب برداشت کئے۔ جس بے غرضی اور بے لوثی اور اپنی دنیا فراموشی کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اگر ہم نے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو نہ دیکھا ہوتا تو ہم اپنے اسلاف کے کارناموں کا تصور بھی نہ کر سکتے۔

مولانا عبید اللہ سندھی جامعہ ملیہ میں رہتے تھے اور جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے آتے تھے۔ ایک دوست نے بتایا کہ وہ بس میں سوار تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ مولانا سندھیؒ پیدل آ رہے ہیں۔ وہ صاحب بس سے اُترے اور مولانا کے پاس پہنچ کر عرض کرنے لگے کہ آپ اتنی دُور سے پیدل آ رہے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ بس کے کرایہ کے لئے پیسے نہیں تھے۔ اور کسی سے مانگ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے پیدل جا رہا ہوں۔ اس کے بعد ادارۂ شرقیہ۔

جب ادارۂ شرقیہ میں درس شروع کیا۔ تو اس کے بعد ہمارے ایک ساتھی نے چوڑی والا محلہ میں دیکھا کہ مولانا سندھیؒ ایک تنور پر بیٹھ کر کھا رہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ مولانا آپ اس معمولی تنور پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ جیب میں دو آنے تھے۔ سوچا کہ اسی تنور پر بیٹھ کر کھانا کھا لیا جائے اس میں کیا حرج ہے؟

دفتر "برہان" کے قریب مولانا کا قیام تھا۔ ایک روز ہم چند ساتھی نماز مغرب کے بعد مولانا سے ملنے گئے۔ واپسی پر ہمیں رخصت کرنے مولانا باہر کمرے سے سڑک تک تشریف لائے۔ اتنے میں ایک صاحب ایک شاندار کار سے اُترے اور مولانا سے آکر بغلگیر ہو گئے۔ وہ سیٹھ عبد اللہ ہارون تھے جو مولانا کو لینے آئے تھے۔ مولانا اُن کے ساتھ کار میں سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ اور اپنے کمرے کا دروازہ بھی بند نہیں کیا۔

مولانا سندھی کم و بیش تیس برس

تک ہندوستان سے باہر رہے۔ ایک دن مفتی عتیق الرحمٰن صاحب نے سوال کیا کہ مولانا آپ نے اس دوران کوئی نوکر بھی رکھا تھا۔ مولانا یہ سُن کر بولے مولانا یہ کیا واہیات بات ہے۔ کیا کوئی انسان کسی انسان کا نوکر ہو سکتا ہے؟ مفتی صاحب مولانا کا یہ جواب سُن کر سہم گئے۔

مولانا سندھیؒ کو اس بات کا سخت افسوس تھا کہ ان کی تقریر کو لوگ سمجھتے نہیں اور اسے اُلٹا سیدھا نقل کر دیتے ہیں۔ اور بہت سی ایسی باتیں مشہور کر دی گئی ہیں۔ جن کا حقیقت سے تعلق نہیں۔ بلکہ بعض کوتاہ فہم لوگوں نے انہیں چھاپ بھی دیا ہے۔ جس سے بہت سی غلط فہمیوں نے جنم لیا ہے۔

ایک بار سورت جانا ہوا۔ مولانا نے تجویز کیا کہ مجھے حجۃ البالغہ سبقاً سبقاً پڑھائیں گے چنانچہ ہفتے میں چار دن اس درس کا تعین ہو گیا۔ یہ بھی طے ہو گیا کہ میں ان کی تقریر لکھ کر ان سے تصحیح کرا لیا کروں گا۔ اس طرح اُن کا یہ کلام مستند ہو گا۔ یہ معاملہ طے پا گیا اب یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ کام کس طرح ہو ـــ میں قرولباغ میں ہوتا تھا۔ مولانا جامعہ ملیہ میں ـــ میں نے عرض کیا کہ میں جامعہ ملیہ میں آیا کروں گا۔ مولانا نے کہا کہ نہیں ہم دونوں آیا کریں گے۔ تم بھی آؤ میں بھی آؤں۔ تم قرولباغ سے میں جامعہ ملیہ سے مسجد فتحپوری میں آیا کریں۔ جہاں نماز مغرب ادا کر کے نماز عشاء تک یہ کام سرانجام دیا کریں گے۔ لیکن اُدھر لاہور سے مولانا کی صاحبزادی کے بیمار ہونے کی اطلاع ملی۔ چنانچہ مولانا لاہور چلے آئے اور اس اہم فریضہ کے انجام دینے کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔ حضرت خود بیمار ہو گئے اور واپس نہ جا سکے۔

میں ممنون ہوں حضرت سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا جن کا مجھ پر بے حد احسان ہے۔ مجھے یہ احساس ہے کہ شاہ صاحب مولانا سندھیؒ کے تربیت یافتہ تھے اور انہی کا فیضانِ نظر مجھے میسر آیا۔

مولانا عموماً ننگے سر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں میں کسی نے کہا کہ مولانا سر پر ٹوپی نہیں لیتے ـــ مولانا نے لال قلعہ کی طرف اشارہ کر کے جواب دیا کہ جب سے لال قلعہ ہم سے چھن گیا میری ٹوپی تو اُسی دن اُتر گئی تھی۔ اب تو ٹوپی اسی دن لوں گا جس دن لال قلعہ ہمیں واپس ملے گا۔

حال ہی میں مَیں سندھ گیا تو میں نے سندھی دوستوں سے کہا کہ پنجاب نے دنیا کو اقبالؒ کا تحفہ دیا اور سندھ نے مولانا سندھی کا تحفہ دیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب تک انسان شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو نہ پڑھے اس وقت تک سندھی کو نہ پڑھے۔ یہ شاعرانہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔

علامہ موسیٰ جار اللہ روسی عالم دین کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں ڈابھیل میں تھا، فیض الباری چھپ کر آئی۔ تین دن قیام تھا۔ تین دن بعد کتاب واپس کی تو اُس پر ستر چھتر نوٹ لکھے تھے۔ مولوی بدر عالم میرٹھی اس کتاب کے مرتب تھے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ نوٹ واقعی صحیح اور قیمتی ہیں۔

آپ ایک بین الاقوامی شخصیت تھے۔ یہ فیض شاہ ولی اللہ کا تھا۔ انقلابی ذہن، نیا سوچنے کا طریقہ۔ اسے وہی سمجھے گا جس نے مولانا سندھی کے افکار کی روشنی میں شاہ ولی اللہ کا مطالعہ کیا ہو

شاہ ولی اللہ فی الحقیقت اس حدیث نبویؐ کے مصداق تھے۔ جس میں ہر صدی بعد ایک مجدد کے آنے کی خبر دی ہے۔ انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن ان کا کام مجددانہ تھا۔ ان میں سے سب سے اہم کام حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اسلام کے نظام کو کھنگالا۔ حقائق معلوم کر کے اسے ترتیب دیا ہے۔

ہمارے یہاں متقدمین کی کتابوں میں اقتصادی بحث کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یا یہ کہ سماج کی طرح ہے۔ جبکہ حضرت شاہ صاحب نے ایک ماہرانہ بصیرت کے ساتھ اس کا حل پیش کیا

ہے۔ جو حجۃ البالغہ کے اندر موجود ہے۔

شاہ صاحب نے سائنس فلسفہ طبعیات کو دین کے ساتھ منطبق کیا ہے۔ نیکی بدی جزا سزا ایسے امور ہیں جن سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ انہوں نے اسرارِ شریعت یُوں بیان کئے ہیں کہ شریعت کو نکھار دیا ہے۔ ممکن ہے ان کی بعض باتیں کچھ لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں اور وہ معترض ہوں لیکن شاہ صاحبؒ نے ثابت کر دکھایا کہ قرآنِ حکیم ہی وہ مکمل دستور العمل ہے جو قابلِ عمل ہے اور اسے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ دین کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ دین ایک ہی ہے مختلف ادیان نہیں ہیں۔ بلکہ ازل سے ایک ہی دین چلا آ رہا ہے۔ اور اسلام اسی دین کی آخری اور مکمل شکل ہے۔ دین کا سلسلہ ایک ہی ہے۔ جس طرح ایک سلطنت اور اُس کا آئین ہوتا ہے۔ جسے وزیر اعظم نافذ کرتا ہے۔ اسی طرح خدا کی کتاب آئین ہے جسے پیغمبر نافذ کرتا ہے۔ جس طرح آئین کے ساتھ وزیر اعظم کی اطاعت لازمی ہوتی ہے۔ جب پہلے وزیر اعظم کی جگہ دوسرا وزیر اعظم آتا ہے تو وہ آئین میں ترمیم کر سکتا ہے اور اس ترمیم کے مطابق ہی اس وزیر اعظم کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ اسی طرح پیغمبر دنیا میں آتے رہے اور اپنے اپنے دَور میں آئین میں بعض ترامیم کرتے رہے۔ اب حضور سرورِ کائناتؐ آخری پرائم منسٹر ہیں۔ اور خدا کے آئین کا قرآنِ حکیم آخری ایڈیشن ہے۔ لہٰذا دنیا کے لئے قرآنِ حکیم کے آئین سے وفاداری اور حضور پیغمبر اسلام کی وفاداری ضروری ہے۔

دین اور شریعت میں فرق ہے۔

دین تو ایک ہی ہے۔ شریعت میں تغیر و تبدل ہوتا آیا ہے۔ اور سابقہ شریعتوں کی تصدیق بھی ہوتی رہی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے کہا میں دو کاموں کے لئے آیا ہُوں سابقہ شریعتوں کی تصدیق اور ان میں ترمیم کے لئے۔ جب یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو شریعت اور دین دونوں مکمل ہو گئے۔ تورات اور انجیل کو منسوخ کہنے کے بجائے یہ طریقہ زیادہ قابل قبول ہے۔ اور شاہ صاحب نے یہی نظریہ پیش کیا ہے۔

چنانچہ شاہ صاحب نے جس اخلاص اور وقتِ نظر سے انقلابی فکر کو داخل کیا ہے وہ نہایت اہم اور جامع نیز زندگی کا مثبت پروگرام ہے۔ جس پر ہر زمانے میں عمل ہو سکتا ہے۔ اور جس گہرائی اور وقتِ نظر سے مولانا عبید اللہ سندھی نے شاہ صاحب کے افکار کی توضیح و تشریح کی ہے آج تک کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکا۔

آج ہم میں نہ مولانا سندھیؒ موجود موجود ہیں نہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ موجود ہیں۔ البتہ حضرتؒ لاہوریؒ کے فرزندِ گرامی حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے اس فلسفۂ ولی اللٰہی اور افکار مولانا سندھی کو اپنے رفقاء سمیت قائم رکھا ہے جسے دیکھ کر وہ قلبی اور روحانی مسرت ہوتی ہے۔ میں تو انہی بزرگوں کا خادم ہوں۔ اور اس درگاہ کی جبہ سائی کو باعثِ عزت سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کی مساعی کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور شاہ ولی اللہ اکیڈمی کو قائم و دائم رکھے۔ آمین

مولانا سعید احمد آبادی کے اس حقیقت افروز خطاب کے بعد یادگار اسلاف جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے مختصر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مدرسہ قاسم العلوم کا افتتاح علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فرمایا اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ نے سندات پر دستخط فرمائے۔

میں ان سب بزرگوں کا کفش بردار ہوں۔ دار العلوم دیوبند میں مَیں نے جن بزرگوں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔

۱۹۴۶ء میں مولانا فخر الدین سے بخاری پڑھی۔ غرض ایک ایک استاد بے مثال تھا۔ یہ سب حضرات شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے شاگرد تھے۔ اور ان کے آثار کے حامل تھے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا سندھیؒ، مولانا محمد الیاسؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ غرض کہ کس کس کا نام لیا جائے۔ قرآن حدیث فقہ کی تعلیم دینے میں یہ سب حضرات اپنی نظیر آپ تھے۔

ہاں دیوبند میں ایک کمی ادبی اور تحریری کام کی تھی۔ جسے ندوۃ المصنفین نے پورا کر دکھایا۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی اور مفتی عتیق الرحمٰن نے "برہان" اور "معارف" کے ذریعہ اس کمی کو پورا کر دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اردو ادب کی تاریخ میں "برہان" اور "معارف" اپنی مثال آپ ہیں۔

مولانا معراج الحق صاحب صدر المدرسین دار العلوم دیوبند کا تعارف کراتے ہوئے حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے فرمایا کہ برصغیر میں جتنی دینی درسگاہیں اور مساجد ہیں بقول آغا شورش کاشمیری وہاں یا تو دار العلوم دیوبند کے فیض یافتہ اصحاب ہیں یا ان میں سے کسی کے شاگرد یا پھر ان کے مخالف ضرور ہوتے ہیں۔

؎ وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

اس موقع پر سعید احمد اکبر آبادی نے فرمایا کہ:

مولانا عبید اللہ سندھی نہایت افسوس کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ دنیا کے اقتصادی حالات کے پیشِ نظر ایک طرف تو کارل مارکس نے اپنی کتاب کیپیٹل Das Capital لکھی۔ کارل مارکس خوش نصیب تھا کہ اس کی کتاب کی اساس پر ایک حکومت قائم ہو گئی۔ دوسری طرف شاہ ولی اللہؒ تھے جنہوں نے کارل مارکس سے پہلے اس عالمی مسئلہ پر کتاب حجۃ اللہ البالغہ لکھی۔ لیکن افسوس انہیں ایسے لوگ نہ مل سکے جو اس فکر پر اسلامی حکومت کی بنیاد رکھتے۔ جس سے پوری انسانیت کو فائدہ پہنچتا۔ اور جو ساری دنیا کے لئے ایک مثالی سلطنت ہوتی۔ کیونکہ شاہ ولی اللہ کا فلسفہ کارل مارکس کی تھیوری سے کہیں زیادہ ہمہ گیر اور عالمگیر حیثیت کا حامل ہے۔

اب مولانا معراج الحق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے نہایت جامع اور پر تاثیر خطاب کا آغاز محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ .... کی تلاوت سے کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ گذشتہ چالیس برس سے درس و تدریس کی زندگی گزار رہا ہوں۔ اور مجھ سے جو بن پڑا میں نے طلباء کی خدمت کی۔ لیکن جب کبھی تقریر کی نوبت آئی۔ میں نے تقریر سے گریز کیا۔ اور یہ خیال بھی دامنگیر رہا کہ ایسے فاضل خطیب حضرات اور علمائے کرام کی موجودگی میں کسی قسم کی تقریر کرنا گستاخی ہے۔ اس احساس سے اب مجمع کے سامنے بولنے کی ہمت ہی نہیں رہی۔ بہر حال حکم کی تعمیل کے لئے کوشش کروں گا کہ دو چار جملے ایسے کہوں جو قابل فہم ہوں۔ جہاں تک دار العلوم دیوبند کی خدمت کا تعلق ہے۔ چالیس برس ہو چکے ہیں اور ۴۱ واں برس شروع ہے۔ اور اس دار العلوم سے میرا رُوحانی اور قلبی تعلق ہے۔ جب یہاں میری ملازمت کا سلسلہ شروع ہُوا تھا۔ میں نے دل میں سوچا تھا کہ اب کسی دوسری ملازمت کی کوشش نہیں کروں گا۔ اور زندگی کے آخری سانس تک اسی کی خدمت کروں گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ چالیس برس اسی خدمت میں گذر گئے اور اللہ کرے کہ باقی عمر بھی یہیں گذرے۔

حضراتِ گرامی! میں نے قرآنِ حکیم کی جو آیت تلاوت کی ہے۔ اُس کا مفہوم ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ صحابۂ رسول ہیں۔ وہ کفر اور کُفر کے اثرات کو دفع کرنے کے لئے پوری قوت اور شدت سے کام کرتے ہیں اور آپس میں محبت شفقت رحم اور خدا ترسی کرتے ہیں۔" لہٰذا ہمیں بھی رسول اسوۂ رسول و صحابہ کی تقلید میں ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

یہاں خاص نکتہ یہ ہے کہ ہم جب کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہٗ ورسولہ۔ یہ پڑھ کر ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اللہ کے بندے ہیں پھر رسول ہیں۔

حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے وقت ہر شخص کو یہی کلمۂ شہادت پڑھنا ہوتا ہے۔ یعنی اُسے اس بات کی گواہی دینا پڑتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے ہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے اُن کے مختلف لقب تھے۔ مثلاً حضرت

آدم علیہ السلام کا لقب صفی اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب خلیل اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب کلیم اللہ، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب روح اللہ تھا۔ ان القاب میں عبدیت کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدہٗ کا لقب ملا۔ حضورؐ تمام انبیاءؑ کے سرتاج ہیں۔ تو پھر ان کا لقب بھی ان تمام القابات سے بالاتر اور بلند تر ہونا چاہیئے۔ اس کلمۂ شہادت سے ثابت ہوا کہ سب سے بڑا مقام عبدیت اور بندگی کا ہے۔ اس لئے آپ کا لقب عبدہٗ ورسولہٗ یعنی عبداللہ اور رسول اللہ ٹھہرا۔ اس کلمہ میں رسالت کا مقام عبدیت کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ اور تقدیم ذکری اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ گویا عبدیت کا مقام خاص افضل الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ساتھی یعنی صحابہ کرام تھے۔ وہ امت کے تمام قطبوں، ابدالوں اور ولیوں سے افضل ہیں۔ اس لئے کہ صحبت سب سے بڑا کمال اور مقام ہے۔ لہٰذا کوئی ولی، کوئی قطب، کوئی ابدال صحابۂ کرام کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سب صحابہ کرام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے کندن بن کر نکلے۔ ہم ان کے مقابلے میں کسی شخصیت کو وہ اہمیت نہیں دے سکتے۔

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عبدیت سب انبیاء سے بلند و بالا ہے۔ اور صحابۂ کرامؓ کا مقام صحبت سب اولیائے امت سے افضل ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

آخر میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے دارالعلوم دیوبند کے حالات پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ الحمد للہ اب دارالعلوم دیوبند میں سکون اور امن ہے۔ ایک دو سال پہلے جو بدنظمی اور افراتفری ہوئی تھی۔ وہ یقیناً تکلیف دہ تھی۔ لیکن اب صورتِ حال درست اور پُر اطمینان ہے۔ یہ بدنظمی اور افراتفری بعض شرپسند طلباء کے سبب ہوئی تھی۔ جو شاہانہ انداز میں زندگی بسر کرنا چاہتے تھے۔ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ بے ٹکٹ سفر کرتے تھے اور افراتفری پیدا کرتے تھے۔

ایک سوال کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ اس بدنظمی میں مولانا اسعد مدنی صاحب سے فائرنگ کی افواہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ ان کا ایک ہمنام شخص تھا جس نے فائرنگ کی۔ لیکن اس سے کوئی شخص ہلاک نہیں ہوا۔

مولانا نے بتایا کہ اس وقت دارالعلوم دیوبند میں طلباء کی تعداد ۲۴۰۰ ہے۔ اور موجودہ بجٹ ۵۲ لاکھ روپے کا ہے۔

بقیہ: مسلمانوں کی عید اور ....

اب اگر کچھ کرنا چاہتے ہو بلکہ جو کام میں تمہیں بتاؤں اس کا کرنا تمہارے لئے ضروری ہے وہ یہ کہ اس امت کو لذت و شہوات میں مبتلا کر دو۔ چنانچہ شیاطین جن و انس اللہ کے نیک بندوں کو لذّت و شہوات میں مبتلا کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں۔ جس کا ایک واضح اثر یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے پوری پابندی کے ساتھ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے، تراویح پڑھیں اور جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھنے کا اہتمام کیا ان میں سے بعض عید کے دن سے ہی بے نمازی بن جاتے ہیں اور ان خواہشات میں پھنس جاتے ہیں جن سے اپنا دامن ہمیشہ کے لئے بچانے کی پورا ایک مہینہ ہمیں تربیت دی گئی۔ یہی دراصل شیطان کی فریب کاری ہے۔ ہمیں عید کی خوشیوں میں یہ بات بھلانی نہیں چاہیئے کہ ہمارا اصل دشمن موقعے کی تلاش میں گھات لگائے بیٹھا ہے۔ وہ ہماری نیکیوں بھری عید کو گناہوں کا آغاز بنا کر جہنم کی راہ پر ڈال دینا چاہتا ہے

اللہ تعالےٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور دین و شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عید الفطر اور اجتماعیّت کبریٰ

خوش قسمت ہے وہ قوم جسے ایسے تہوار دئے جائیں

اسعد قادری

دنیا کی ہر قوم تہوار رکھتی ہے اور اپنی امکانی حد تک اسے شاندار طریقے سے مناتی ہے۔ پارسیوں میں نو روز اور مہرجان کی عیدیں ہیں، عیسائیوں میں کرسمس اور بڑے دن وغیرہ کے نام سے عید ہے۔ ہندوؤں میں دیوالی، ہولی وغیرہ سینکڑوں تہوار اور آئے دن کے میلے ٹھیلے ہیں۔

مسلمانو! تو اللہ تعالےٰ نے عیدین (عید الفطر اور عید الاضحےٰ) کے تہوار عطا فرمائے۔ فرق یہ ہے کہ اقوام عالم میں عید اور تہوار کے معنی رنگ رلیاں منانے یا اپنی قومیت کے مستحکم کرنے یا کسی مقتدا، کی شخصیت کی یاد تازہ کرنے کے ہیں۔ اسلام میں عید اور تہوار کے اجتماعی طور پر خدا کو یاد کرنے اس کی طرف رجوع کرنے، اس کا قرب حاصل کرنے اور اس کے نام پر غریبوں کی مدد کرنے کے ہیں تاکہ اجتماعیت عامہ کا ظہور عادت اور عبادات دونوں میں ہو جائے پس اگر مذاہب کے ناموں کے سلسلہ میں ہر مذہب کا نام اس کی نوعیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ ہندومت کے لفظ سے وطنیت پر روشنی پڑتی ہے عیسائیت کے لفظ سے ایک ہادی اعظم کی شخصیت سامنے آتی ہے، یہودیت کے لفظ سے ایک قومیت کا تصور بندھتا ہے۔ پارسیت سے ایک ملک کا دھیان دلوں میں جمتا ہے جس کا حاصل حد بندی اور محدودیت ہے تو اسلام کے لفظ سے نہ وطن سامنے آتا ہے نہ ملک و قوم نہ شخصیت بلکہ اطاعت حق میں فنائیت اور مالک میں محویت کے جذبات کی طرف صاف اشارہ ہے کہ دنیا کے مذاہب نسل و قوم وطن اور شخصیت پرستی کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکے ہیں۔ لیکن اسلام نے اپنے سادہ عنوان ہی سے ان تمام حد بندیوں کو توڑ کر ایک عالمگیر تصور سامنے رکھا اور وہ اطاعتِ حق ہے لامحدود اور وسیع ہے اس لئے اس کی اطاعت کا دم بھرنے والی قوم میں اپنے کو مسلم کہہ کر عبادت گذار بن کر اور عبادت غیر سے منقطع ہو کر گویا اعلان کرتی ہے کہ وہ ایسی ذات سے تعلق رکھتی ہے جو وسیع سے وسیع تر ہے۔

بہرحال اسلامی تہوار نفسیاتی یا قومیتی یا شخصیاتی تصورات کے آئینہ دار نہیں بلکہ اجتماعیت عامہ کے حامل ہیں اور یہ اجتماعیت عامہ جب کہ قوم وطن نسل شخصیت کے تصور سے نہیں بن سکتی تھی۔ جس کا نام پاک اللہ رب العزت ہے تو ان تہواروں کی روح اسی کا نام اور عظمت مطلقہ قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ عید نماز کے لئے ہے۔ جب مسلمان چلتے ہیں تو رنگ پھینکتے ہوئے یا کسی شخصیت یا قومیت کے نعرے لگاتے اور جے کار کرتے ہوتے ہوئے نہیں چلتے بلکہ اللہ کے نام کو بلند کرتے ہوئے چلتے ہیں

(عیدالفطر) میں آہستہ آہستہ اور عید قربان میں باآواز بلند۔

پس خوش قسمت ہے وہ قوم جسے ایسے تہوار دئے جائیں اور خوش نصیب ہیں وہ افراد جو ان تہواروں میں ان کی شرعی حدود و شرائط کے مطابق شرکت کریں یہ تہوار عید بندگی حق اور خدمتِ خلق ہے نہ کہ محض نیا اور فاخرہ لباس، عطر و خوشبو اور شیریں چیزیں کھا پی لینا۔

اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ارشاد فرمایا گیا ہے یہ عید اس کی ہے جو خدا سے ڈرا (اور اس کی طرف جھکا) نہ کہ اس کی جس نے نئے اور عمدہ کپڑے پہن لئے۔

کھیلوں کا سامان۔ سپورٹس گڈز۔ ہر قسم برائے کرکٹ، فٹ بال، ہاکی، بیڈمنٹن انڈور گیمز اور جمناسٹک وغیرہ اعلیٰ کوالٹی اور نہایت مناسب نرخوں پر خریدنے کے لئے لکھئے

اقبال دیوڑہ اینڈ کمپنی

۲۱۱/۲۱۰ چاہ جٹاں سٹریٹ سیالکوٹ نمبرا

سکولوں کلبوں اور دکانداروں کو خصوصی رعایت

۲۰۲۵

ضرورت مدرسین

شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم اور شعبہ درس نظامی میں محنتی، مخلص و تجربہ کار حضرات اساتذہ کی فوری ضرورت ہے

یکسوئی، للّٰہیت اور شوق و محنت تدریس کا جذبہ رکھنے والے حضرات اپنے مکمل تعلیمی کوائف کے ساتھ درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں وفاق المدارس، پابندی اور معمر حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔

خادم العلماء رشید احمد قادری مدرسہ عربیہ حنفیہ، پسرور، سیالکوٹ

۳۱۱۰

سلطان المدارس بلتستان

مع ذیلی مدارس و مکاتب و مساجد

سلطان المدارس بلتستان ناروں ایریا گلگت و بلتستان میں واحد مثالی قدیم درسگاہ ہے جس کے تحت پانچ مدارس اور سات مساجد دین مبین کی ترویج و اشاعت میں دن رات مصروف کار ہیں جبکہ یہ علاقہ فتنہ روافض سے پُر ہے اور اہل سنت حضرات قلیل تعداد میں ہیں یہ مدرسہ محض اللہ کے فضل و کرم اور آپ حضرات کے تعاون سے چل رہا ہے۔ اپنے عطیات، صدقات، خیرات درج ذیل پتہ پر بھیج کر ممنون فرمائیں:۔

- محمد سعدی فاروقی۔ سلطان المدارس۔ صدر دفتر خپلو پوسٹ دوغنی۔ بلتستان
- حافظ محمد تقی خازن سلطان المدارس۔ ایم رفیع اینڈ کو کلاتھ مارکیٹ

راجہ بازار راولپنڈی ——— فون ۷۲۹۷۷

۳۱۰۹

اسلام اور مساواتِ زن و مرد

از ڈاکٹر سیّد زاہد علی صاحب واسطی

اسلام اور عورت

ہمارے لیے یہ بات باعثِ فخر و انبساط ہے کہ اسلامی معاشرہ میں عورت کو اتنی اہمیت و منزلت حاصل ہے جتنی کسی اور انسانی معاشرہ میں اسے حاصل نہیں ہے۔ یورپ، امریکہ اور دوسری اقوام کی خواتین کو اپنے لیے مساوی حقوق کی بازیابی کی خاطر عرصہ دراز تک جدوجہد کرنا پڑی مگر احکامِ الٰہی و سنت رسولؐ کے تحت اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام، عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے۔ جس سے عورت کو سماجی معاشی اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت مل جاتی ہے۔ جو قرآن و سنت کی روشنی میں افکار و افعال سے محروم رہتا ہے۔ اس پر کتاب فضائل اور مساعدت اسلام کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں اگر ہم اس قرآن کو جس کو اہلِ ایمان نے صرف قسم کھانے اور سلمہ ستارہ کے کارچوبی غلاف میں لپیٹ کر بیٹی کے جہیز میں دینے کے لیے مختص کر دیا ہے۔ کبھی کبھی پڑھ کر اور اس اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی ٹھان لیں تو نہ حقوقِ نسواں کمیٹی کی تشکیل کی ضرورت ہو گی نہ عورتوں کے عالمی سال اور ہفتہ منانے کی چنداں زحمت اٹھانی پڑیگی

اگر آپ بغور مطالعہ فرمائیں تو قرآن و سنت نے واشگاف الفاظ میں تنبیہہ کی ہے کہ عورتوں کے حقوق کو پامال نہ کیا جائے مگر وہ حقوق کون سے ہیں وہ ہیں عورتوں سے نیک سلوک کرنے اور ان کی محافظت کرنے۔ اور ان سے انصاف کرنے کے ان کے مہر ادا کرنے کے۔ ان کی طلاق کے معاملہ میں ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے تعلقات رکھنے کے سلسلہ میں اور ان کے وراثت کے معاملات میں یہ سب ہدایتیں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں تاکہ عورتوں پر زمانہ جاہلیت کی طرح بے انصافیاں روا نہ رکھی جائیں اور باہمی رضامندی سے زن و مرد آپس میں تعلقات استوار رکھیں۔

عورت اور مصافحہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ خواتین کے حقوق پر واقعی ایک مدت تک توجہ نہیں دی گئی اور پہلی مرتبہ ہمہ گیر مساعی جمیلہ کو بروئے کار لا کر خواتین میں اس صلاحیت کو اجاگر کرنے کی سعی کی جا رہی ہے جو کہ درحقیقت قابلِ ستائش ہے، مگر عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دینے کی اوٹ میں آپس کے آزادانہ میل جول کی جو راہ ہموار کی جا رہی ہے اس سے قبیح اور گھناؤنے نتائج برآمد ہونے یقینی ہیں۔ اور نہ جانے کیا کیا نئی منحوس صورتیں معاشرے میں جنم لیں گی۔ جدید مساوات بین المسلمین والمسلمات کے شائق مصافحہ کو عورت کی تکریم کا باعث بتاتے ہیں مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔ امیمہ بنت رقیقہ کا بیان ہے کہ "میں عورتوں کے ساتھ رسول اللہؐ کے پاس بیعت کرنے کے لیے گئی۔ ہم نے اپنی غرض حضور سرورِ کائناتؐ کو عرض کی۔ حضور نے قول دیدیا۔ میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ دیا۔ تو حضور احمد مجتبیٰؐ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔" ایک اور روایت کے

ی جگہ عورتوں سے دستِ مبارک پر کپڑا لپیٹ کر بیعت
ی ہے۔ (طبقات ابن سعد۔ حصہ ہشتم)

اسلامی مساوات کے یہ معنی ہیں کہ احکام الٰہی کے منصفانہ اور مساویانہ حکم کے تحت مرد اور عورت اپنی اپنی استعداد۔ صلاحیت۔ دنیاوی حالات اور میلان طبع کے مطابق زندگی گزاریں قرآنِ حکیم میں ربِ جلیل کا ارشاد اسلامی مساوات بین المسلمین والمسلمات کی یوں عکاسی کرتا ہے کہ :۔

ترجمہ:۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ مومن مرد اور مومن عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں۔ صدق دکھانے والے مرد اور صدق دکھانے والی عورتیں۔ صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں۔ خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں۔ روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنیوالی عورتیں ان کے لیے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔ (الاحزاب ۳۵)

اسی طرح تمام عورتوں کے لیے مردوں کو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ انہیں انہی کی جنس سے پیدا کیا ہے۔ جس میں مرد اور عورت کے اتحاد۔ سکون اور مساوات۔ حقوق کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ یعنی ایک دوسرے سے آرام و تسکین پائیں حقیقت میں اگر عورت عالم وجود میں نہ آتی تو مرد کا وجود ہی نامکمل رہتا کیونکہ جو مرد کے پیدا کرنے کی غرض وغائت تھی وہ مکمل نہ ہوتی اس لیے ہی عورت کو مرد کا (BETTER HALF) بہتر نصف کہتے ہیں۔ گویا عورت ایک ایسی ضروری ہستی ہے کہ خالق نے مرد کے سکون و آرام کا ایک جزو لاینفک قرار دیا۔

ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری بیویوں کو تمہاری جنس سے پیدا کیا تاکہ تم ان سے آرام حاصل کرو (الروم ـــ ۲۰)

پردہ کی تاکید

غیر قوموں کی مقدس کتابوں میں کہیں بھی مساوات کا سبق نہیں سکھایا گیا۔ جس کی وجہ ان اقوام نے حالات اور واقعات کے دھارے میں بہہ کر اپنے مردوں اور عورتوں کو اپنے علمی، دماغی آفرینش سے ایسی مساوات بخش دی ہے جو ان میں صفاتی۔ اخلاقی اور ذہنی محیر العقول اختراع کا موجب بنی۔ تمام دن کارخانوں۔ دکانوں بازاروں میں مردوں کے دوش بدوش کام کرنے والی خواتین حصول سکون کے لیے مساوات کا لاشہ کاندھے پر اٹھائے شام کو بجائے گھر کے کلبوں میں غیر مردوں کی گردنوں میں اپنے مرمریں جسم اور سیمیں بازو حمائل کیے رقص و سرود میں نظر آتی ہیں۔ جب کہ اسلامی مساوات کے سلسلہ میں ایک حدیث میں آرہا ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر جاتی ہیں۔ جو اپنے گریبان کی راہ سے جھلملا رہا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اسے پھاڑ کر پھینک دیا اور دبیز دوپٹہ منگوا کر پہنا دیا۔

باخبار محمد بن ربیعہ کلابی از اسمٰعیل بن رافع از اسحاق العمیٰ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے پردہ کیا۔ میں بولا آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں۔ حالانکہ میں آپ کو دیکھتا ہی نہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا اگر تم مجھے نہیں دیکھتے تو میں تو تجھے دیکھتی ہوں۔ (طبقات ابن سعد۔ حصہ ہشتم۔)

اسی ضمن میں قرآن مجید کے احکام ملاحظہ فرمائیے :۔

ترجمہ:۔ اے نبی! مومن مردوں سے کہہ دو اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔ اور اے نبی! مومن عورتوں سے کہہ دو اپنی نظریں بچا کر رکھیں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں۔ بجز

اس کے جو خود ظاہر ہو جائے۔ اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال کر رکھیں۔ وہ اپنا سنگھار ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر۔ باپ۔ شوہروں کے باپ۔ اپنے بیٹے۔ بھائی۔ بھائیوں کے بیٹے۔ بہنوں کے بیٹے۔ اپنے میل جول کی عورتیں اپنے مملوک۔ وہ زیر دست مرد جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقفیت نہ رکھتے ہوں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں۔ کہ اپنی زینت جو انہوں نے چھپا رکھی ہے لوگوں کو اس کا علم ہو جائے ــ"

(النور ۳۰ ــ ۳۱)

بناؤ سنگھار پر پابندی

اس آیت کریمہ کی رو سے مرد و زن ہر دو پر جو مساوی قانون لاگو ہوتے ہیں۔ اظہر من الشمس ہیں۔ جس میں قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ رہا معاملہ "اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں، بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے" الفاظ کا جس میں استتار ہے۔ مگر ذرا معاملہ فہمی سے کام لیں۔ مستورات کو سنگھار (MAKE UP) کرنے کی جو اجازت مشروط طور پر دے دی ہے اس پر پابندی ہے کہ نامحرم کو نہ دکھائیں۔ البتہ جو آپ سے آپ ظاہر ہو جائے (جیسے چادر یا برقعہ کا تیز ہوا سے ہٹ جانا یا کسی کام کے دوران دوپٹہ سینہ سے کھسک جائے) اس پر خدا ذوالجلال کی طرف سے مواخذہ نہیں ہے۔

ابو داؤد ترمذی ونسائی وبیہقی میں حدیث ہے کہ ابن ام مکتوم صحابی نابینا تھے۔ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں آنا چاہا تو آپؐ نے ام سلمہ و میمونہ سے فرمایا پردہ میں ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ ہم کو نہ دیکھیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی نابینا ہو۔ کیا تم ان کو نہ دیکھو گی؟

(بیان القرآن ومسائل السلوک۔ حکم ششم۔ قص البصار واستتار)

اسلامی معاشرہ وسیع پیمانے پر اصلاحی وانسدادی تدابیر استعمال کرتا ہے وہ سب سے پہلے مومن و مومنات کے نفس کی اصلاح کرتا ہے۔ انسان کے دل میں عالم الغیب اور ہمہ گیر اوصاف (رحیم وکریم قہار وجبّار) رکھنے والے مالک کا خوف بٹھاتا ہے۔ اس میں قانونِ الٰہی کی اطاعت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اور اسے بار بار متنبہ کرتا ہے کہ حقوق العباد (جس میں بیوی کے حقوق پر اس قدر تفصیل سے بتایا گیا۔ مگر صرف سمجھنے والوں کے لیے باعث فکر ہے) پر توجہ نہ دینا اور عمل نہ کرنا ان گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ سخت باز پرس کرے گا۔ یہی مضمون قرآن حکیم میں بار بار سامنے آتا ہے۔

ترجمہ:۔ اے نبی! اپنی بیویوں۔ بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہدو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلّو (گھونگھٹ) لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے۔

(الاحزاب۔ ۵۹)

ان آیات میں پہلے بتایا گیا کہ عورتیں اپنی زیبائش کو فلاں فلاں قسم کے مردوں اور عورتوں کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ زمین پر پاؤں مارتی ہوئی نہ چلیں کیونکہ اس طرح لوگ متوجہ ہوتے ہیں۔ یہاں چادر اوڑھ کر گھونگھٹ لٹکانے کا جو صریح حکم آیا ہے۔ اس سے مقصد اجنبیوں سے اپنی زینت چھپانا ہے تاکہ ستر پوشی اور عفت مآبی کا اظہار ہو۔ چونکہ انسان کا قول اس کی نیت کا اظہار کرتا ہے۔ بلکہ عمل سے نیت کا تعین ہوتا ہے۔ لہٰذا جو عورتیں غازہ کے خلاف اور یوڈی کلون کے سپرے میں مردوں کی قوتِ شامہ اور قوتِ باصرہ کو مسحور کرتی ہیں اور محفلوں کی جان بنتی ہیں ان کا یہ عمل خود ظاہر کرتا ہے کہ ان کے پس پشت کیا محرکات کام کر رہے ہیں۔ اس کی غرض اس کے سوا کیا ہوتی ہے کہ ناظرین کے لیے اپنے آپ کو جنت نگاہ بنانا چاہتی ہیں۔ خود دعوت التفات

۔۔۔ر مردوں کی ذہنی انتشار اور جسمانی محرکات کا سبب بنتی ہیں

اسلام اور مساوات

اسلامی معاشرے نے تو مساوات کا جس قدر درس دیا ہے اس کے شمار پر دفتر لکھے جا سکتے ہیں ہر ہر جگہ مرد اور عورتوں کو مساوی سزا اور انعام کا حق دار قرار دیا ہے

ترجمہ:۔ اللہ منافق مرد اور عورتوں اور مشرک مرد اور عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی توبہ قبول کرے۔ اللہ درگزر فرمانے والا اور رحیم ہے (الاحزاب - ۷۳)

انسانی اخلاق و معاشرتی ابتری کے پیشِ نظر یہ ہدایاتِ آسمانی جو کہ کارآمد و دانشمندانہ ہیں۔ سمجھ میں آجاتی ہیں۔ جن کا مقصد عورتوں میں شرم و حیاء کو فروغ دینا ہے۔ ان کے لباس۔ ان کے طور طریقوں کی اصلاح اور انہیں تضحیک و توہین سے محفوظ رکھنا ہے۔ شریعت کے یہ احکام عورتوں کے حجاب کو استوار رکھنے اور شہرہ و بداخلاقی کے سیلاب کی روک تھام کے لیے ناگزیر ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہ نفسِ نفیس حضرت علیؓ کے خلاف جنگ جمل میں حصہ لیا۔ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ خاتونِ جنت نے خلافت کی جانشینی سے متعلق مذاکروں میں شرکت کی۔ آنحضرتؐ کے نواسے حضرت حسینؓ کی ہمشیرہ حضرت زینبؓ نے معرکۂ کربلا میں اپنی تقریر سے خون آشام عبیداللہ بن زیاد اور شقی القلب زید کے دل ہلا دیئے۔ خاندانِ رسالت کا تاراج قافلہ حضرت زینبؓ ہی کی قیادت میں دمشق گیا اور آپ کی ذات باصفات نے ہی کوفہ کے گورنر ابن زیاد اور خلیفۂ وقت کے سامنے وہ پُروقار خطبہ دیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مگر ان چند مثالوں سے صالحات و صحابیات کا مردوں کے دوش بدوش چلنا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی صالحات یا صحابیات کے مردوں کے دوش بدوش چلنے کا تاریخ کے کسی گوشہ میں کہیں کوئی ثبوت ملتا ہے۔

تعدد ازدواج

اسلامی معاشرہ ارتکابِ جرم کے مدار سے بچانے کے لئے وسیع پیمانے پر انسدادی تدابیر فراہم کرتا ہے۔ زنا جیسے قبیح فعل سے بچنے کے لیے اس نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی۔ مگر ان پر شرائط کتنی لگا دیں۔ کہ اگر تم آپس میں برابری نہ کر سکو تو ایک ہی پر گزارا کرو۔ بعض لوگوں نے اس بات کو ہمہ رنگ تفریح کا موجب قرار دیا ہے۔ اور مستورات کو بھی یہ بات بہت چبھتی ہے۔ پہلے تو آپ ذرا زمانہ کی تاریخ کا مطالعہ فرمائیے حضرت موسیٰ کے وقت سے پہلے بنی اسرائیل میں تعدد ازدواج کا دستور تھا۔ تلمود یروشلم نے معمولی پابندی عاید کی اور حکم دیا کہ صرف اتنی عورتیں اپنے پاس رکھ سکتے ہو جن کا نان نفقہ مہیا کر سکو۔ اہلِ ایتھنز کی نظر میں جو ازمنہ قدیم میں زیادہ مہذب تھے۔ بیوی صرف ایک اثاثہ تھی۔ جو بوقت ضرورت خرید و فروخت ہو سکتی تھی۔ اہلِ اسپارٹا کے یہاں عورتوں کو بیک وقت متعدد شوہروں کی اجازت تھی۔

(GROTE : HISTORY OF GREEKS) رومنز (ROMANS) میں اونچے طبقے کے مردوں کی نچلے طبقے کی عورتوں سے شادی پر پابندی نہ تھی۔ مگر اولاد کو حق وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ آنحضورؐ کے ظہور کے وقت ایران میں کثرت ازدواج کا دستور تھا۔ قدیم عربوں اور یہودیوں کے یہاں متعدد بیویوں کے علاوہ مشروط اور عارضی شادیوں کا دستور بھی تھا۔ ماژندرانی اور بازنطینی عورتوں کا معاشرتی درجہ بہت پست تھا۔

معاشرتی مقاطعہ

ان حالات میں ہماری تعلیمات قرآنی کا ظہور ہوا۔ جب تمام معاشرہ فسق و فجور۔ کثرت زنا۔ عورتوں کی بے حرمتی اور زندہ لڑکیوں کو دفن کر دینے کی رسومات سے بھرا پڑا تھا۔ اب سوچیئے کہ عورت کی فلاح و بہبود۔ مساوات المسلمین سے متعلق قرآنی فرامین

کے علاوہ مزید کسی اصلاح کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ سورۃ البقرہ النساء۔ الاحزاب اور نور کو ہی صرف ایک مرتبہ پڑھ کر دیکھئے جہاں بغیر کسی پس و پیش کے حتمی احکامات مرد و عورت کے مابین تعلقات کی رہنمائی کرتے ہیں۔ بدکار مردوں اور عورتوں سے معاشرتی مقاطعہ کا حکم دیدیا گیا۔ ان کے ساتھ رشتہ مناکحت رکھنے سے اہلِ ایمان کو منع فرمایا گیا۔ زنا کو جرم قرار دے کر سو کوڑے مارنے کی سزا مقرر کر دی گئی۔ جو شخص دوسرے پر زنا کا الزام لگائے اور اس کے ثبوت میں چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اس کے لیے اسّی کوڑے سزا مقرر کی گئی۔ زنا کی رغبت دلانے والوں اس کی تحریک کرنے والوں اور اس کے مواقع پیدا کرنے والوں کے لیے زنا کی سزا بیان کر کے معاشرے میں زنا کے اسباب کا قلع قمع کیا گیا۔ شوہر اگر بیوی پر تہمت لگائے تو اس کے لیے لعان (چار مرتبہ قسم کھا کر پانچویں مرتبہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر جھوٹا ہو کہے) کا قاعدہ مقرر کر دیا گیا۔ مرد اور عورت کو برابر (DEFENCE) کا موقع دیا گیا۔ لوگوں کو عام ہدایت کی گئی کہ ایک دوسرے کے گھروں میں نہ گھس جائیں۔ عورتوں اور مردوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا کہ ایک دوسرے کو گھور گھور کر یا جھانک کر نہ دیکھیں عورتوں اور مردوں کے لیے نگاہوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ تاکہ دیدہ بازی۔ حسن پرستی اور عشق بازی تک نوبت نہ آ جائے۔ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ " اپنا سر اور سینہ ڈھانپ کر چلیں۔ محرم رشتہ داروں کے سامنے بن سنور کر نہ آئیں۔ اگر باہر نکلیں تو اپنے بناؤ سنگھار کو چھپا کر نکلیں۔ بنی سنوری عورتوں کے باہر نکلنے پر پابندی عاید کر کے ان اسباب کے خاتمہ کی سعی کی گئی جو زنا کے مواقع بہم پہنچائیں اور اس کے محرک ہوں۔ اس سے اشاعت فحش اور قحبہ گری کا سدباب مقصود ہے۔ بہت سی خواتین اور آزادیِ نسواں۔ اور مساواتِ نسواں کے داعی مرد گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ عورتوں کو گھروں کی چاردیواری میں بند کرنا ہمارا معاشرہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک کی معیشت خطرے میں ہے۔ اس وجہ سے خواتین کو فوراً باہر آ کر مردوں کے دوش بدوش کام کرنا چاہیئے۔ ان سے عرض ہے۔ کہ اسلامی معاشرہ نے گھر کے اندر بند رہنے کی قدغن عورت پر نہیں لگائی بلکہ ان کو نامحرم مردوں کے سامنے اپنی زیب و زینت دکھلانے سے منع کیا ہے۔

شادی کی تاکید

اسلامی معاشرہ میں عورتوں اور مردوں کے بن بیاہے بیٹھے رہنے کا طریقہ ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اس طریقہ سے معاشرہ میں آشنائیوں (BOY FRIEND AND GIRL FRIEND) کی افزائش ہوتی ہے۔ اور بے شمار برائیوں کے پھیلنے کا امکان ہوتا ہے۔ اور ایک غلیظ ماحول بن جاتا ہے۔ جس کا دھارا زنا اور بدکاریوں کی طرف بہنے لگتا ہے۔ ؎

سوزشِ عشق سے ہو دیدہ گر اگر پیدا
کیا عجب ہو جو بیاباں سے سمندر پیدا

اور حکم دیا گیا ہے کہ غیر شادی شدہ لوگوں کے نکاح کیئے جائیں۔ حتیٰ کہ لونڈی اور غلام بھی بن بیاہے گھر میں نہ رہیں۔ اس لیے کہ تجرد فحش آفریں ہوتا ہے اس سے ایک اصلاحی اسکیم کی ترویج کی گئی تاکہ مجرد مرد اور عورتیں ناجائز طریقہ سے اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کے لیے چور دروازوں کی تلاش نہ کریں۔ لونڈیوں سے کسب کرانے کا عرب میں عام رواج تھا۔ اس کی ممانعت سختی سے کی گئی۔ خانگی ملازموں اور نابالغ بچوں کے لیے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ وہ خلوت میں (یعنی صبح، دوپہر اور رات کے وقت) گھر کے کسی مرد یا عورت کے کمرہ میں نہ جائیں۔ اولاد تک کو منع کیا جائے۔ بوڑھی عورتوں کو یہ رعایت دی گئی کہ وہ اپنے گھروں میں سر سے اوڑھنی اتار سکتی ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر یہ بھی حکم دیا کہ بن ٹھن کر پھر بھی نہ بیٹھیں۔ نیز ان تک کو یہ ہدایت دی گئی کہ اگر اوڑھنیاں سر پہ ڈال لیں تو بہتر ہو گا۔ یہ تمام اسکیمیں اس قادر مطلق کی طرف سے نافذ کی گئیں جو ہم سے بہتر ہمیں جانتا ہے۔ خدائی احکام میں رد و بدل ممکن نہیں ہے۔

زن و مرد کا اختلاط

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور مردوں کے اختلاط کو روکنے کی عملاً کوشش فرمائی اور قولاً بھی منع کیا آپؐ نے عورتوں کو جمعہ کی نماز کی فرضیت سے مستثنیٰ قرار دیا (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

اور تصریح فرما دی کہ ان کے لئے گھر کی نماز مسجد کی نماز سے افضل ہے پھر بھی اگر شرکت کریں تو ان کو روکا نہ جائے اور مسجد میں پچھلی صف میں اقامت کریں۔ اور نماز سے فراغت کے بعد جلد از جلد چلی جائیں (ابوداؤد)

ایک مرتبہ مسجد نبویؐ کے باہر آپؐ نے دیکھا کہ مرد اور عورتیں آپس میں گڈمڈ ہو گئے۔ اس پر آپؐ نے عورتوں سے فرمایا "پھر جاؤ۔ تمہارے لیے سڑک کے درمیان چلنا مناسب نہیں۔ الگ ہو کر چلو۔" ان احکامات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں اور مردوں کی مخلوط مجلس اسلامی نظریہ مساوات سے کیسی مغایرت رکھتی ہے جو دین خدا کے گھر میں مرد عورتوں کو خلط ملط نہیں ہونے دیتا۔ وہ اس زندگی کے دوسرے دوائر میں ان کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ جلسوں، جلوسوں میں اختلاط کو کیسے برداشت کر سکتا ہے اگر آجکل کے اس بے حجابانہ اختلاط کا سدِباب نہ کیا گیا تو ہمیں قوم بنی اسرائیل کا حشر نہ بھولنا چاہیئے۔

قرآنی ہدایات

اسلامی معاشرہ کی داغ بیل ڈالنے کے واسطے سورۃ البقرۃ اور سورۃ النور کے بعد سورۃ النساء میں ہمیں اس سوسائٹی۔ اس ثقافت کی تنظیم کے لیے مزید ہدایات مہیا فرمائی گئیں کہ مسلمانوں کے لیے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو گذارنے کے لیے کون سے طریقے افضل ہیں۔ خاندان کی تنظیم کس طرح کرنی چاہیئے معاشرے میں عورت مرد کے تعلقات کس حد سے تجاوز نہ کرنے چاہئیں۔ یتیموں، بیواؤں کے حقوق معین کئے گئے۔ وراثت کی تقسیم کے ضابطہ کا لائحہ عمل بتایا گیا اور سمجھایا گیا کہ عورتوں سے نکاح کے بعد بے انصافیاں بدترین انسانی افعال ہیں۔ اس لیے ان سے عدل کرو۔

جنسی بیماریاں

بین الاقوامی ادارہ صحت (W.H.O) کی رپورٹ کے بموجب دنیا میں جنسی بیماریاں روز افزوں ترقی پر ہیں۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق دنیا میں ہر سال ۲۵ کروڑ افراد سوزاک اور ۵ کروڑ آتشک (GONORRHEA AND SYPLILIS) میں بتلا ہو رہے ہیں۔ چونکہ امریکہ میں انسانی فلاح و بہبود اور ذہنی و جسمانی اذیت کی وجہ سے اسقاط حمل کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے صرف نیویارک شہر میں یکم جولائی ۱۹۷۰ء سے ۳۰ جون ۱۹۷۲ء تک (PARKEN & BERGEN REPORT JULY 1973)

۱۲ ہفتہ سے کم حمل کے اسقاط ۳ لاکھ ۲۱ ہزار ۵ سو اور ۱۳ ہفتہ سے زائد کے اسقاط کی تعداد ۸۰ ہزار ۵ سو ریکارڈ کی گئی ہے۔ یہ تو وہ رپورٹ ہے جو کہ قانونی طریقہ سے قلم کی زد میں آ گئی کیا آپ اندازہ کر سکیں گے کہ غیر قانونی اسقاط جو گرفت قلم سے باہر ہیں کس قدر ہوئے ہوں گے۔ سوزاک اور آتشک جیسی جنسی متعدی امراض کی موجودگی ہی صرف اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ تہذیب یافتہ ممالک میں بے حجابانہ جنسی اختلاط کی بدولت (جن کی نقل کرنے میں ہمارے مرد و زن ہمہ تن کوشاں ہیں) بے راہروی کس قدر ہے۔ کیا یہی مغربی مساوات مرد و زن کے درمیان ہونی چاہیئے؟ یہ بیماریاں ملیریا بخار کی طرح مچھر کے کاٹنے سے تو نہیں ہو گئیں۔ ان کا منبع صرف اور صرف مرد و زن کے ناجائز اختلاط کی بوقلمونی ہے۔ مغربی اقوام اس بڑھتے ہوئے معاشرہ کی غلط اور رستے ہوئے ناسوروں سے اب پریشان ہیں اور اسلامی معاشرے نے توچودہ سو سال پیشتر ہی اس سے پرہیز کا حکم دیا تھا۔

قرآن کریم ہمیں اپنے معاشرہ کو لحاظ سے ان غلط طریقوں سے روکتا ہے جو نظام تمدن و معیشت اور نظام اخلاق کو خراب کر دیں۔ اور اجتماعی فساد کی دائمی بنیاد بن جائیں۔

مہر کی ادائیگی

عورتوں کے مہر کی ادائیگی کو جس قدر تفصیل سے اور پرزور انداز میں اسلامی معاشرہ میں اہمیت دی گئی ہے اتنی ہمیں کسی قوم میں نہیں ملتی یہاں تک کہ اگر کوئی عورت اپنا مہر معاف بھی کر دے اور بعد میں اس کا مطالبہ کرے تو شوہر کو اس کا ادا کرنا لازم ہے۔ کیونکہ اس کا مطالبہ یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے مہر نہیں چھوڑنا چاہتی۔ میراث میں صرف مردوں کا ہی حصہ نہیں رکھا گیا۔ بلکہ عورتوں کو بھی اس کا اتنا ہی حقدار مانا گیا ہے۔ میراث کو بہر حال تقسیم کرنے کی ہدایت سینکڑوں فساد بعد از مرگ کی بیخ کنی کرتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر مرنے والے نے ایک گز کپڑا بھی چھوڑا ہے اور دس وارث ہیں تو اس کو بھی تقسیم کیا جانا چاہیئے۔

ترجمہ: مردوں کے لیے اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو۔ خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصہ (اللہ کی طرف سے) مقرر ہے (النساء ۷)

یہ ہی نہیں بلکہ اس کے بعد ہمیں ہدایت دی گئی کہ کنبہ کے لوگ اور یتیم مسکین آ جائیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دیدینا۔ تمہاری اولاد کے معاملہ میں وراثت کی دشوار گذار مراحل بطریق احسن طے کر دیئے گئے۔ لڑکیوں کو بھی اور لڑکوں کو بھی حصہ دیا جائے گا۔

پردہ

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں!
اکبرؔ زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے پردہ تمہارا وہ کیا ہُوا
بولیں کہ وہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا!

(اکبر الٰہ آبادی)

عید کی تعطیلات کی وجہ سے ۶ر جولائی کا پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام مطلع رہیں۔

منیجر

بقیہ : اداریہ

اسلامیہ میں وحدت، خوداعتمادی، باہمی اعتماد اور دشمن کی پہچان کے ساتھ ساتھ عالمی طاقتوں کے مفادات کی کشمکش سے الگ تھلگ ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا احساس بیدار ہو گا۔ رمضان المبارک کے آخری ایام اور عیدالفطر کی دعاؤں میں اللہ رب العزت کے حضور اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے دستگیری کی درخواست کیجئے کہ اس ذات اقدس کی دستگیری ہی معاملات کو صحیح رخ دے سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی عیدالفطر کی خوشیوں میں اپنے اردگرد کے نادار، بے بس اور تنگ دست لوگوں کو ساتھ لے کر عید منانا ہی دراصل مسلمان کی عید ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی مسرتوں کی شاہراہ پر گامزن فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

دنیا میں خدا کی بندگی اور اطاعت کی جائے۔ جو شخص پہلے طرزِ عمل کو اپنائے گا اس کی آخرت برباد ہو جائے گی مرنے کے بعد ذلیل اور رسوا ہو گا اور جس نے دوسرے رویہ کو پسند کیا وہ آخرت میں سرخرو اور کامیاب ہو گا، اسے بہشت ملے گی اگرچہ اس کی دنیا ڈانواں ڈول رہے گی۔

دائمی زندگی کو عارضی زندگی پر ترجیح دو کا مطلب یہ ہے کہ تم دوسرا رویّہ اختیار کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی محبت کے بجائے اخروی زندگی سے محبت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مسلمانوں کی اور شیطان کی کابینہ کا عید اجلاس

مولانا قاری محمد الیاس اشرف المدارس فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی سال میں نویں ماہ رمضان المبارک کے اختتام پر کرۂ ارضی پر بسنے والے تمام مسلمانوں کے لئے ہمیشہ ایک مسرتوں کا دن آتا ہے جسے "عیدالفطر" کہا جاتا ہے۔ اس دن میں مسلمانوں کو اچھا پہننے اچھا کھانے اور خوش و خرم رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عیدالفطر کا لفظ اس بات کی غماضی کرتا ہے کہ اس کا تعلق رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ ہے۔ تیس دنوں تک فطر یا افطار کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہو کر دوسرے دن طلوع فجر تک رہتا تھا۔ لیکن رمضان کے روزے مکمل ہونے کے بعد شروع ہونے والا وقت افطار پونے ماہ تک رہے گا۔ یہ دن خدائے بزرگ و بالا کا اس بات پر شکر ادا کرنے کے لئے ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ایک مہینے کا تربیتی کورس پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں مخصوص اوقات میں حلال چیزوں سے دور رکھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام چیزوں سے بچنے کی عملی ٹریننگ دی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں اس عید کا وجود نہیں تھا۔ ہجرت کے دوسرے سال پہلی مرتبہ آپؐ نے نماز عیدالفطر ادا فرمائی اور پھر ہمیشہ اس پر عمل جاری رہا —— رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت بھی اسی ۲ھ میں نازل ہوئی۔ اب ہمیشہ کے لئے اختتام رمضان المبارک پر اس عید سعید کے دن کو منایا جاتا ہے۔ آج دنیا میں غیر مسلموں کے ہاں بھی کوئی نہ کوئی دن خوشیاں منانے کے لئے مخصوص ہے جس میں وہ اظہار مسرت ایسے انداز سے کرتے ہیں جسے نہ عقلاً درست کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی مذہباً۔

شراب نوشی، جوا بازی، زنا اور بدکاری جیسے مشغلے ان تہواروں کے لازمی اجزا تصور کئے جاتے ہیں بلکہ اظہار مسرت ان کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر اسلام نے مسلمانوں کو اپنے تہوار میں باقی دنوں کی نسبت ایک مرتبہ مزید خدا کے روبرو جھکنے اور اپنی عاجزی و انکساری ظاہر کرنے کا حکم دیا اور آگاہ کیا کہ تمہارا ازلی دشمن ہر قیمت پر تمہیں راہ راست بھٹکانے کی کوشش کرے گا اس سے بچنا وہ نہیں چاہے گا کہ کوئی بندۂ خدا، خدا کی طرف متوجہ ہو۔ جس کے نتیجہ میں اس کی مغفرت کر دی جائے

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ عید کی صبح طلوع ہوتے ہی سب سے بڑا ابلیس دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیتا ہے اس کی چیخ و پکار سن کر تمام ابالیس اس کے گرد جمع ہو کر رونے کا سبب پوچھتے ہیں وہ غضب ناک حالت میں ان سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ ظالمو! غضب ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے آج تمام امتِ محمدیہ کی مغفرت فرما دی۔ ان کے تمام گناہ معاف کر دئے۔ تمہارا مشن ناکام ہوگیا

(باقی ۱۶ پر)

ماہ شوال کے روزوں کی فضیلت

انتظار حسین اسعد قادری

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے سارے روزے رکھ کر اس کے بعد چھ روزے شوال کے بھی رکھے تو یہ ایسا ہے جیسے تمام سال کے روزے رکھے۔"

یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے اور اس کے راوی ابوہریرہؓ اور ابو ایوب [illegible]اریؓ ہیں اور یہ ایک سال [illegible]ے روزوں کے برابر اس لئے ہیں کہ حسنات دس گنا زیادہ کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے تو ایسا ہوا کہ گویا دس مہینے کے روزے رکھے پھر جب اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو ایسا ہوا کہ گویا دس مہینے کے روزے رکھے تو سب مجموعہ گویا بارہ مہینے کے برابر ہوا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو کوئی کسی ایک مہینے کے روزے رکھ کر اس کے بعد چھ روزے رکھ لے تو یہ بھی اس ارشاد کے مطابق جو کوئی لایا ایک نیکی اس کے لئے ہے اس سے دس گنا سال بھر کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے پھر خاص رمضان اور شوال ہی کے ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ ماہ رمضان روزے کے لئے مقرر ہے اور ماہ شوال چونکہ اس کے بعد ہی واقع ہے تو اس کے روزے بھی فضیلت میں رمضان کے برابر ہیں اور شرافت میں اس کے ساتھ ملحق ہیں یہاں تک کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ چھ دن کے عید کے روزے رمضان ہی کے روزوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور جو کوئی یہ روزے رمضان کے ہمراہ ادا کرے گا اس کو سال بھر کے فرض روزوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اسی لئے بیان میں بھی ان دونوں کو اور مہینوں میں سے خاص کیا گیا ہے۔ پھر افضل یہ ہے کہ روزے عیدالفطر کے بعد پے درپے ہوں

ماہ شوال میں نکاح کرنے کا مسئلہ

بعضے آدمی شوال میں نکاح کرنے کو مبارک نہیں جانتے ہیں اور اس میں بدفالی لیتے ہیں۔ سو یہ جاہلیت کی بات ہے کہ وہ شوال میں نکاح کرنے کو نحس جانتے تھے اور اس کا سبب بعضوں کے قول کے موافق یہ ہے کہ ایک سال ماہِ شوال میں طاعون ہوگیا تھا اور اس میں بہت سی دُلہنیں مرگئی تھیں اس لئے اہل جاہلیت نے اس سے بدفالی لی۔ اور شرح میں اس کا بطلان آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ماہِ شوال میں نکاح کیا اور شوال ہی میں میری رخصتی کی۔

تو بہرحال ماہ شوال کے روزوں کی بڑی فضیلت ہے اللہ تعالےٰ ہمیں یہ چھ روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا اللہ العالمین!

